

ترجمہ

لَمَعَاتُ الْأَنْوَار

فِي الْمَقْطُوعِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَالْمَقْطُوعِ لَهُمْ بِالنَّار

بنام

جنتیوں اور جہنمیوں کے نام

تالیف

الشیخ العارف باللہ عبد الغنی بن إسماعیل الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۱۴۳ھ)

ترجمہ وتحشیہ

ڈاکٹر حامد علی علیمی

جمعیت اِشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

ترجمہ

لَمعاتُ الأنوار

فِی المقطوعِ لَهُم بِالجنّةِ والمقطوعِ لَهُم بِالنّار

بنام

جنتیوں اور جہنمیوں کے نام

تالیف

الشیخ العارف باللہ عبد الغنی بن إسماعیل الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفیٰ ۱۱۴۳ھ)

ترجمہ و تحشیہ

ڈاکٹر حامد علی علیمی

ناشر

جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 922132439799+

نام کتاب: لَمعاتُ الأنوار فِي المقطوعِ لهم بِالجنّة والمقطوعِ لهم بِالنّار
(جنتیوں اور جہنمیوں کے نام)

مؤلف: عارف باللہ شیخ عبد الغنی بن اسماعیل دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ڈاکٹر حامد علی علیمی

تقدیم: شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (دامت فیوضاتہ العالیۃ)

سنِ اشاعت: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ / نومبر ۲۰۱۴ء

سلسلۂ اشاعت: ۲۴۷

تعدادِ اشاعت: ۳۰۰۰

ناشر: جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: +922132439799

خوشخبری: یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے:

www.ishaateislam.net

فہرستِ مضامین

توجہ فرمائیے

اکتوبر 2014ء کی اشاعت میں 2015ء کی ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے فارم ارسال کیا جاچکا ہے۔ لہٰذا 15 دسمبر 2014ء تک ممبرشپ فارم جمع کرا دیں بصورت دیگر ممبرشپ کا حصول مشکل ہوگا۔

جن کو فارم نہیں مل سکا وہ سادے کاغذ پر اپنا نام اور مکمل ایڈریس اور فون نمبر لکھ کر بھیج دیں۔

خط میں زیادہ تفصیل سے گریز کریں، صرف ضروری باتیں درج کریں۔

کسی بھی طرح کی معلومات کے لئے ہمارے ادارے کے فون نمبر پر شام 5 سے لے کر رات 11 بجے تک رابطہ کریں۔

تقدیم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ:

اللہ تعالیٰ نے جنّت و دوزخ کو پیدا فرمایا اور ان کے اہل پیدا فرمائے، جنہیں وہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی اِن لوگوں کا علم عطا فرمادیا ہے، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب کے بارے میں جانتے ہیں کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی؟ جیسا کہ کتابِ ہٰذا میں مذکور حدیث شریف اس پر دلیل ہے۔ پھر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے اُمت کو اِن سب کے بارے میں اطلاع نہیں دی، بلکہ ان میں سے چند کے بارے اُن کا جنتی ہونا اور چند دیگر کے لیے دوزخی ہونا بیان فرمایا ہے۔ جن کے لیے جنتی ہونا اسی طرح جن کے لیے دوزخی ہونا احادیث میں آیا، ان میں سے چند کا بیان امام عارف باللہ شیخ عبد الغنی نابلسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے زیرِ نظر کتاب میں کیا ہے۔ ہمارے بھائی ڈاکٹر حامد علی علیمی مدظلہ نے مہربانی فرمائی کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کر دیا اور جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) کو اسے سب سے پہلے شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) اس ترجمہ کو اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۴۷ نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعیت کے تمام اراکین اور مترجم کو اپنے فضل و کرم سے دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا کرے، ہم سب کو مل کر اسی طرح خوب دینِ متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

محمد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور، کراچی)

انتساب

اِس کاوشِ قلم کو امام علام شیخ الشیوخ محمد عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت ذات سے معنون کرتا ہوں، جنہوں نے نورِ علم سے نہ صرف سندھ بلکہ حجازِ مقدس کی زمین کو بھی تاباں رکھا، جنہیں امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "شَیْخُ شُیُوْخِنَا" فرمایا، جن کی "شرح الدر المختار" معروف بہ "طوالع الانوار" کے بارے میں خاتم الفقہاء علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملتا ہے کہ اگر مجھے اس شرح کے بارے میں معلوم ہوتا، تو میں "رد المحتار" تحریر نہ کرتا۔ جن کی کُتب ایمان وعقیدے کی سلامتی وپختگی کا باعث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے فیوض وبرکات سے وافر حصہ عطا کرے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا تُحْرِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَنْ زِيَارَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْم آمین۔

مترجم (غفرلہ)، کراچی

مؤلف کا تعارف ایک نظر میں

نام ونسب: امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی حنفی قدسنا اللہ بسرّہ القدسی۔

ولادت: آپ رحمۃ اللہ علیہ ۵/ ذوالحجہ ۱۰۵۰ھ (۱۹/ مارچ، ۱۶۴۱ء) دِمشق (شام) میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ: ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، اس کے علاوہ شیخ احمد قلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ اور اُصولِ فقہ، جبکہ شیخ محمود کردی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو وصرف، معانی اور بیان، جبکہ شیخ عبد الباقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث واُصولِ حدیث کی تعلیم حاصل کی، ان کے علاوہ دیگر سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

کُتب وتصانیف: علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۲۵۰ سے زائد کُتب یادگار چھوڑیں، جو بہت مفید وعمدہ ہیں اور اہل سنت وجماعت کی تائید میں ہیں، یہ تصانیف علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ کلام، علمِ فقہ، علمِ تجوید، تصوف، شعر اور سفرنامے وغیرہ میں ہیں"۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱) بواطن القرآن ومواطن العرفان، ۲) الظل الممدود فی معنی وحدۃ الوجود، ۳) نهاية السول فی حلية الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۴) المجالس الشامية فی مواعظ أهل البلاد الرومية، ۵) إيضاح الدلالات فی سماع الآلات، ۶) الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، ۷) ديوان المدائح النبوية اور ۸) لمعات الأنوار فی المقطوع لهم بالجنة والمقطوع لهم بالنار وغیرہ۔

وفات: ۲۴/ شعبان المعظم ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۱ء، دمشق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور "صالحیۃ" میں تدفین کی گئی۔ آج بھی یہ مزار مرجع عوام وخواص ہے۔

عرضِ مترجم

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَلَقَ الْجَنَّةَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالنَّارَ لِلْكَفَرَةِ وَالْفَجَرَةِ
وَالْمُجْرِمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ الَّذِي عِنْدَهُ كِتَابٌ
مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ
كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِينَ
وَصَحْبِهِ الشَّافِعِينَ الْمُشَفَّعِينَ.

أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، فرمانبرداروں کے لیے جنت میں ہمیشہ کی زندگی مقرر فرمائی، جبکہ نافرمانوں کے لیے جہنم کا شدید ودردناک عذاب مقرر فرمایا۔ ہر قسم کے کافر ومشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ایک لمحہ کے لیے بھی ان کے عذاب میں کمی نہ ہوگی، جبکہ مؤمن جنت میں جائیں گے، اگرچہ معاذ اللہ جہنم کا کچھ عذاب سہنے کے بعد، پھر کبھی اس سے نکالے نہ جائیں گے۔

قرآن وسُنت میں کہیں اِجمالاً اور کہیں تفصیلاً ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، یا اُن کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں، جو قطعی جنتی ہیں، اسی طرح اُن کا ذکر بھی ہے جو قطعی جہنمی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے خوش نصیبوں کو نام بہ نام ذکر فرمایا ہے، جو جنت میں جائیں گے، اسی طرح بہت سے بد نصیبوں کا ذکر بھی نام بہ نام فرمایا ہے، جو جہنم کا ایندھن بنیں گے ذخیرۂ احادیث میں انسان وجنات کے علاوہ چیزوں کے متعلق بھی جنتی وجہنمی ہونے کا ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو تمام اہل جنت و جہنم کے نام بتا دیے تھے، بلکہ دو کتابیں ان کے ناموں کی حضور ﷺ کو عطا کی تھیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہاں اگر آپ بتا دیں تو۔ فرمایا: یہ کتابیں اللہ رب العالمین کی طرف سے ہیں، سیدھے ہاتھ والی کتاب میں اہلِ جنت، اُن کے آباء واجداد کے نام اور اُن کے قبائل سے متعلق تفصیل درج ہے، پھر آخر میں ان کی اجمالی تعداد درج ہے، جس میں قیامت تک اِضافہ اور کمی ممکن نہیں ہے، پھر بائیں ہاتھ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: اس میں اہلِ دوزخ، اُن کے آباء واجداد کے نام اور اُن کے قبائل سے متعلق تفصیل درج ہے، پھر آخر میں ان کی اِجمالی تعداد درج ہے، جس میں قیامت تک اِضافہ اور کمی ممکن نہیں ہے، یہ سُن کر صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! عمل کی کیا ضرورت ہے، جب سب کچھ لکھا جا چکا اور امر مقدر ہو گیا؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اعمال کو درست کر کے تقربِ الٰہی حاصل کرو، کیونکہ جنتی کا خاتمہ نیک عمل پر ہی ہوتا ہے اگرچہ درمیان میں کیسے ہی کام کرتا رہے اور جہنمی کا خاتمہ بد اعمالی پر ہی ہوتا ہے اگرچہ درمیان میں کتنے ہی نیک کام کرتا رہا ہو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کتابوں کو ہاتھوں سے نیچے رکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حساب سے فارغ ہو چکا، اب جنتی جنت کے اور جہنمی جہنم کے مستحق ہو گئے ہیں"۔ (مشکوۃ المصابیح، بحوالہ ترمذی)

ترجمۂ کتاب کی وجہ:

اس کتاب کا ترجمہ فلاحِ دارین اور نفعِ مسلمین کے لیے کیا گیا ہے۔ تقریباً ایک

سال قبل فصل اول کا ترجمہ کیا، پھر بعض مصروفیات کی وجہ سے موقوف کر دیا۔ بعض احباب کو ترغیب بھی دی کہ باقی ترجمہ کر ڈالیں، تاہم مثبت جواب نہ آنے پر ہمت کر کے پھر اس کا بقیہ ترجمہ کرنا شروع کیا، جو بحمد اللہ تعالیٰ مختصر مدت میں کمپوزنگ کے ساتھ مکمل ہوا۔ ترجمہ مکمل ہونے پر احباب کے مبارک باد اور دعاؤں کے پیغامات موصول ہوئے۔ خواہش تھی کہ اس ترجمہ میں احادیث کا اضافہ کیا جائے، تاہم پھر ارادہ ترک کر دیا۔ اس میں موجود تمام احادیث کی صحت و ضعف بیان کرنے کا اِرادہ تھا، لیکن یہ بھی مصروفیت کے باعث انجام نہ پاسکا۔ ہاں اب اگر کوئی مردِ مجاہد یہ کام کر دے تو مترجم پر بڑا اِحسان ہو گا۔

ایک ضروری گزارش:

کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی مصنف، مؤلف، مترجم یا محقق کی تحریر پڑھتے وقت یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ "**انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بیجا صادر ہونا کچھ نادر کالعدم نہیں پھر سلف صالحین وائمۂ دین سے آج تک اہلِ حق کا یہ معمول رہا ہے، کُلٌّ مَّأْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ** ﷺ جس کی جو بات خلافِ اہلِ حق و جمہور دیکھی وہ اُسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ **يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ. اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ**"۔ (ملخصاً از "فتاوی رضویہ"، جلد ۱۵، ص ۴۶۵-۴۶۶)۔ لہٰذا یہ کتاب پڑھتے وقت بھی یہ اُصول سامنے رہے!

تعارفِ کتاب:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کل ایک سو ستر (۱۷۰) احادیث و آثار ذکر کی ہیں، اس کے علاوہ آیاتِ قرآنی سے بھی اپنے موقف پر دلائل پیش کیے ہیں۔ اس کتاب

میں تین فصول ہیں، فصل اول میں جنت و جہنم سے متعلق مختصراً گفتگو ہے، اس میں تیرہ (۱۳) احادیث ہیں، جبکہ فصل ثانی میں جنتیوں کا ذکر ہے اور اس میں ایک سو اٹھارہ (118) احادیث مذکور ہیں، فصل ثالث جہنمیوں سے متعلق ہے، اس میں بنی آدم اور دیگر اشیاء کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے، احادیث کی تعداد اس فصل میں اُنتالیس (۳۹) ہے۔

وصفِ کتاب:

اس کتاب کے دو نسخے ہیں، ایک مطبوع اور دوسرا مخطوط۔ احمد الخیری نے کتاب کی پہلی بار تبییض و تحقیق کا کام ۱۳۷۲ھ میں کیا اور اسے مطبعۃ السعادۃ، مصر سے اسی سن ۱۳۷۲ھ میں شائع کیا۔ محقّقِ کتاب، شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے وابستہ ہیں، جیسا کہ مقدمۂ تحقیق میں ذکر ہے۔ مقدمۂ تحقیق میں احمد الخیری نے اپنا طریقہ کار بیان کیا ہے، بعض مقامات پر شیخ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ سے تعبیر و تشریح میں اختلاف بھی کیا ہے۔ مطبوع نسخہ کا مخطوط دار الکتب المصریہ میں رقم ۱۴۱۰ کے تحت شعبۂ حدیث میں رکھا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تبییض کا کام ۱۰۸۹ھ، ماہِ صفر المظفر میں مکمل کیا۔ جبکہ مخطوط میں لکھا ہے کہ "اس کی جمع و ترتیب کام بروز بدھ، ۲۰؍ ذو القعدہ، ۱۰۶۹ ہجری مکمل ہوا"، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مطبوع کے ۴۴ صفحات ہیں، ہر صفحہ کا سائز ۲۰ × ۱۲ سم ہے، ہر صفحہ پر اوسطاً ۲۰ سے ۲۲ سطریں ہیں اور ہر سطر میں اوسطاً ۱۳ سے ۱۵ کلمات ہیں۔ خط واضح ہے، تاہم بعض جگہ چند کلمات مصحّف ہیں، جن کی تصحیح مخطوط سے کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک خطی نسخہ مکتبۃ عبد العزیز (مدینہ منورہ) میں بھی رکھا ہے، جسے انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔

ترجمہ کرتے وقت جو کام کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ عارف باللہ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ حتیٰ المقدور ترجمہ کو آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ قرآنی آیات کا ترجمہ مشہور ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" سے کیا گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ میں حسبِ مناسب عنوانات قائم کر دیے ہیں، تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔

۵۔ احمد الخیری محققِ کتاب کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۶۔ بعض جگہ مفید حواشی کا اِضافہ کیا گیا ہے۔

۷۔ تمام احادیث وآثار کی نمبرنگ کر دی گئی ہے۔

۸۔ مطبوع نسخے کے ساتھ مکتبہ عبد العزیز کے مخطوط نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۹۔ مقدمہ میں چند اہم اُمور کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۰۔ یہ ترجمہ ایک تعارف، انتساب، مقدمہ اور فہرست موضوعات پر مشتمل ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

الحمد للہ تعالیٰ اس ترجمہ کو پہلی مرتبہ شائع کرنے کی سعادت "جمعیت اِشاعتِ اہلسنت، پاکستان" کے حصہ میں آ رہی ہے، جو اب تک دو سو چھیالیس (۲۴۶) مختلف نایاب اور مفید کُتب ورسائل شائع کر کے پاکستان بھر میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ یہ ترجمہ اسی سلسلے کی دو سو سینتالیسویں (۲۴۷) کڑی ہے، اللہ تعالیٰ اسے تا قیامِ قیامت جاری وساری رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اِظہارِ تشکر:

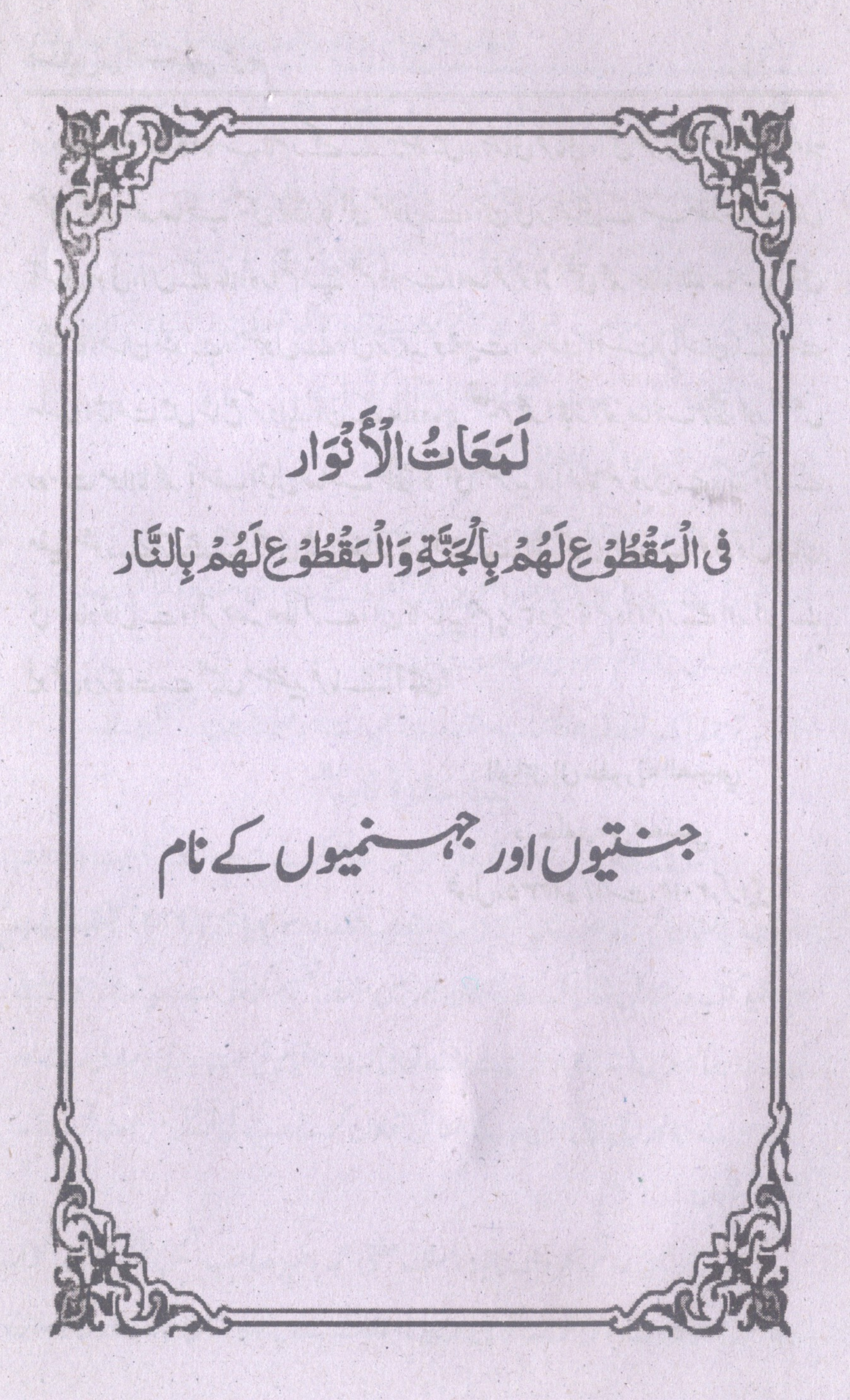
آخر میں راقم الحروف بقیۃ السلف مفتی محمد اطہر صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہے، کہ حضرت نے اس ترجمہ کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا، بعض جگہ اِملاء کی اِصلاح

کروائی اور ترجمہ کا مناسب نام رکھنے کے سلسلے میں رہنمائی فرمائی، اسی طرح راقم، جمیل الملۃ مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا بھی ممنون ہے، جن کی رہنمائی کے سبب مقدمہ لکھنے میں آسانی ہوئی، اس کے علاوہ راقم اپنے علم دوست واصاغر نواز مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا احسان مند ہے، جنہوں نے اس ترجمہ کو جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) کے مفت سلسلۂ اشاعت میں شائع کروایا۔ ان کے علاوہ ماہر تعلیم محمد اعجاز احمد صاحب حفظہ اللہ اور مخلص دوست مولانا محمد آصف اقبال صاحب حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، کہ جن کے مفید مشورے ترجمے کے حسن میں اِضافہ کا باعث بنے، اللہ تعالیٰ ان سب کو دونوں جہان کی سعادتوں سے وافر حصہ عطا کرے، ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم ودائم رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین!

الراجي إلى عفو ربّه العميمي

د. حامد علي العليمي

شوال، ۱۴۳۵ھ / اگست، ۲۰۱۴ء کراچی



لَمعَاتُ الْأَنوار

فی الْمَقطُوعِ لَهُم بِالْجَنَّةِ وَالْمَقطُوعِ لَهُم بِالنَّار

جنتیوں اور جہنمیوں کے نام

مقدمہ از مؤلف

خطبۃ الکتاب:

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے جنت کو رہنے کا ٹھکانہ بنایا اور اس کے لیے اہل پیدا کیے اور انہیں صالح مؤمنوں کے اعمال بجالانے کی توفیق بخشی، اور جہنم کو تباہی کا ٹھکانہ بنایا اور اس کے لیے بھی اہل پیدا کیے، جنہیں اشقیاء واشرار جیسے اعمال بجالانے کی وجہ سے رسوا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان فریقین کو لوگوں میں پوشیدہ رکھا، ان کی معین پہچان نہیں ہو سکتی سوائے اُن لوگوں کے جو صحیح احادیث میں منصوص ہوئے ہیں۔

درود وسلام کے نذرانے ہوں ہمارے آقا و مولیٰ محمد ﷺ پر، جو جنتیوں اور جہنمیوں کے اوصاف بیان کرنے میں بارگاہِ خداوندی کے ترجمان ہیں، ان کی آل، اصحاب، پیروکار، مددگار اور لشکروں پر بھی درود وسلام ہو جو سب کے سب سردار، ائمہ وابرار ہیں۔

اَمَّا بَعْدُ:

عالم علامہ، فہامہ، حِبر، بحر علم، سند، محررِ اُصول وفروع، جامع المعقول والمنقول، عارف باللہ سیدی شیخ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی دست گیری فرمائے، ان کی برکات سے ہمیں نفع پہنچائے اور ان کی نیک دعائیں ہمارے اور تمام مسلمانوں کے حق میں قبول فرمائے:

"میں نے کسی ایسی شخصیت کو نہیں دیکھا جس نے اُن تمام افراد کے ناموں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہو جنہیں نبی مختار ﷺ کی احادیث واخبار میں قیامت کے دن قطعی طور پر جنت کی بشارت دی گئی ہے اور اسی طرح اُن کے نام جنہیں قطعی طور پر جہنم کی وعید آئی ہے، لہٰذا میں نے یہ کام ممکنہ کوشش کے تحت تَوَکُّلاً عَلَی اللہِ شروع کیا۔ علماءِ متکلمین نے

اپنی کُتب میں اُن دس خوش نصیبوں کے ذکر پر اقتصار کیا ہے، جنہیں اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک ایک ہی حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، حالانکہ جنت کی بشارت پانے والوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے، جیسا کہ اس مختصر تحریر بنام "لَمَعَاتُ[1] الأَنْوَار فی المَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَالْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالنَّار[2]" میں ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔

ہم نے اس کتاب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ مقصد پوری طرح حاصل ہو سکے۔

فصل اول:

جان لو کہ جنت و جہنم حق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل وعدل کے اظہار کے لیے پیدا کیا ہے، اِس کے لیے بھی اہل پیدا کیے ہیں اور اُس کے لیے بھی، اہلِ جنت جنتیوں والے اعمال کرتے رہتے ہیں اور اُس میں داخل ہو جاتے ہیں، کبھی نوشتہ تقدیر اُن پر غالب آتا ہے تو وہ جہنمیوں والے اعمال کرنے لگتے ہیں اور جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اہلِ جہنم جہنمیوں والے اعمال کرتے رہتے ہیں اور اُس میں داخل ہو جاتے ہیں، کبھی نوشتہ تقدیر اُن پر غالب آتا ہے تو وہ جنتیوں والے اعمال کرنے لگتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

[حدیث: ۱] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ

---

1 بعض کُتب میں "لَمَعَانُ الأَنْوَار" لکھا ہے، جو تصحیف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم عفی عنہ

2 یعنی: نور کی تابشیں قطعی جنتیوں اور جہنمیوں کے بارے میں۔

رہتا ہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لو تھڑا، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم فرما کر بھیجتا ہے، وہ فرشتہ اس کے کام، اُس کی موت، اُس کا رزق اور بد بخت ہے یا نیک بخت ہے، سب کچھ لکھ لیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے، تم میں سے کوئی جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس پر غالب آتا ہے اور وہ جہنمیوں والے کام کرنے لگتا ہے پھر اُسی میں پہنچتا ہے اور تم میں سے کوئی جہنمیوں والے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ تقدیر اُس پر غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں والے کام کرنے لگتا ہے پھر اُسی میں داخل ہو جاتا ہے"۔

امام بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۲] رسول اللہ ﷺ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: "بے شک دنیا میٹھی اور ہری بھری ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی خلافت دے گا اور دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو، دنیا سے بچو اور عورتوں کے بارے میں احتیاط برتو، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے متعلق ہوا تھا[3]۔ پھر فرمایا: خبر دار! بنی آدم مختلف طبقات پر پیدا کیے گئے ہیں، بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں، اور

3۔ امام مُلّا علی قاری "مرقاۃ المفاتیح" میں اور شیخ محقق "لمعات التنقیح" میں لکھتے ہیں: اس فرمانِ عالی میں اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک اسرائیلی نے اپنے چچا سے درخواست کی کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کر دو۔ اس نے انکار کیا اس کے بھتیجے نے اُسے قتل کر دیا تاکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کرے اور اس کے مال کا وارث بن جائے، اسی پر گائے ذبح کرنے کا واقعہ پیش آیا جو سورۂ بقرہ میں مذکور ہے۔

(مفتی احمد یار خان نعیمی، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۵)۔

بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں لیکن کافر مرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے ہیں لیکن مومن مرتے ہیں۔۔۔ الخ"[4]۔ امام احمد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں تو جنتیوں والے کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں تو وہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنتی ہوتا ہے"۔ امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴] ایک روایت میں امام بخاری نے یہ کلمات زائد روایت کیے: "بے شک اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے، بے شک آدمی طویل عرصے تک جنتیوں والے کام

---

4 حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں: "۔۔ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے جلدی ختم ہو جاتا ہے، اور بعض وہ ہیں جنہیں غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ختم ہوتا ہے، تو یہ اُس کا بدلہ ہے۔ سُن لو! ان میں سے بعض کو جلدی غصہ آتا ہے دیر سے ختم ہوتا ہے، سُن لو! ان میں سے بہتر وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور بُرے وہ ہیں جنہیں جلدی غصہ آئے اور دیر سے زائل ہو۔ خبر دار! بعض لوگوں کا لین دَین اچھا ہے، بعض مانگتے ہیں تو اچھی طرح ہیں، لیکن ادائیگی میں اچھے نہیں۔ بعض ادا کرنے میں اچھے ہیں لیکن مانگنے میں اچھے نہیں، یہ اس کا بدلہ ہے۔ خبر دار! بعض لوگ لینے اور دینے میں برے ہیں، سُن لو! جن کا لین دین اچھا ہے وہ بہتر انسان ہیں اور جن کا لین دین اچھا نہیں وہ بُرے ہیں۔ سُن لو! غصہ انسان کے دل کی ایک چنگاری ہے، کیا تم نے اس کی آنکھوں کی سرخی اور گردن کی پھولی ہوئی رگوں کو نہیں دیکھا! پس جسے غصہ آئے اسے زمین پر لیٹ جانا چاہیے"۔

کرتا ہے اور بے شک آدمی طویل عرصے تک جہنمیوں والے کام کرتا ہے"۔

[حدیث: ۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے عقل مند ایسے ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو جانا اور وہ کل نجات پائیں گے، حالانکہ لوگوں کے نزدیک وہ حقیر اور ذلیل ہیں اور کتنے عمدہ گفتگو کرنے والے[5] خوبصورت اور عالی شان والے کل قیامت میں ہلاک ہوں گے۔ امام بیہقی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے ایسے لوگ ہیں جو تلوار سے ہلاک ہوتے ہیں مگر وہ نہ شہید ہیں اور نہ تعریف کے قابل، اور کتنے ایسے ہیں جو اپنے بستر پر طبعی موت مرتے ہیں اور اللہ کے ہاں صدیق وشہید ہوتے ہیں۔ ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں اسے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہو میرے اُن اُمتیوں کے لیے جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں جنتی ہے اور فلاں جہنمی۔ امام بخاری نے اسے "تاریخ" میں حضرت جعفر عبدی سے مرسلاً روایت کیا۔

[حدیث: ۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے عمل سے حیرت میں نہ پڑو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اُس کا خاتمہ کس پر ہوا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر روشن اعمال لائیں گے، اللہ تعالیٰ

---

[5] شعب الایمان اور مخطوط میں "ظَرِیفُ اللِّسَانِ" ہے جبکہ مطبوع میں "ظَرِیفِ الثِّیَابِ" تصحیف ہے۔

اِن (اعمال) کو باریک باریک غبار کے ذروں کی طرح کر دے گا۔ حضرت ثوبان نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں اُن کی صفات بتائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اَن جانے میں اُن جیسے ہو جائیں، فرمایا: وہ تمہارے بھائی اور تمہاری طرح کے ہونگے، رات میں اسی طرح کریں گے جیسے تم کرتے ہو، لیکن وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ جب اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اُمور میں پڑیں گے تو انہی میں منہمک ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ نے اسے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

یہ اسی طرح وارد ہوا ہے، اس لیے کہ معاملہ نفس امر میں اسی طرح اُس کے لیے بھی جو کبھی جنتیوں والے کام کرتا اور کبھی جہنمیوں والے، حتی کہ وہ اپنے کسی حال میں مطمئن نہیں ہوتا۔ پس اہلِ خیر، شر سے محفوظ نہیں رہتے اور اہل شر، خیر سے مایوس نہیں ہوتے، یہ بات انہی لوگوں کے حق میں قطعی ہے ان کے غیر کے حق میں نہیں۔ اگرچہ اصل محقَّق جس طرح تھی، اُسی طرح باقی ہے، اس کے علاوہ کی چیزوں میں احتمال ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اور اس لیے کہ وہ علامات جو دخولِ جنت کا تقاضا کرتی ہیں اور جن پر کسی جنتی کا انتقال ہوتا ہے، اِن میں کبھی خفیہ تدبیر اور دھوکہ بھی داخل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ نفسِ امر میں باطل ہو چکی ہوتی ہیں، اسی طرح کا معاملہ اُن علامات کا ہے جو دخولِ جہنم کا تقاضا کرتی ہیں، جیسا کہ حدیثِ مسلم میں وارد ہوا ہے۔

[حدیث: ۱۰] امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: ”بے شک سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا فیصلہ ہو گا، وہ

شہید ہے [6] اسے لایا جائے گا، اللہ اُسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا پھر اللہ فرمائے گا: تونے اِن کے شکریہ میں کیا عمل کیا؟ عرض کرے گا: تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے تو اس لیے لڑائی کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ جس نے علم سیکھا سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا، وہ اقرار کرلے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے شکریہ میں عمل کیا کیا؟ عرض کرے گا: علم سیکھا سکھایا تیری راہ میں قرآن پڑھا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے، اس لیے قرآن پڑھا تاکہ قاری کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مرد جسے اللہ نے وسعت دی اور ہر طرح کا مال بخشا اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا، یہ کرلے گا فرمائے گا: تونے شکریہ میں کیا کیا؟ عرض کرے گا: میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پیارا ہو مگر وہاں تیرے لیے خرچ کیا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے یہ سخاوت اس لیے کی تھی کہ تجھے سخی کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا"۔

---

6 "مرآۃ المناجیح" میں ہے: "یہ اولیت اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریاکار شہید کا فیصلہ ہوگا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہوگا یا پہلے ظلماً قتل کا حساب ہوگا، عبادات میں نماز کا، معاملات میں قتل کا اور ریا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے۔ الخ"۔

[حدیث: ۱۱] امام ابو داود اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل میں دو شخص نزدیک رہا کرتے تھے، ان میں سے ایک گنہگار اور دوسرا خوب عبادت گزار تھا۔ عبادت گزار جب بھی گنہگار کو دیکھتا تو اُسے گناہ سے بچنے کے لیے کہتا۔ ایک دن اُس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو رُکنے کے لیے کہا۔ گنہگار نے کہا: مجھے میرے رب پہ چھوڑ دو، کیا تم مجھ پر نگران ہو؟ عبادت گزار نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا کہا: اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس اللہ عزوجل نے دونوں کی روحیں قبض کرلیں، اور دونوں پروردگارِ عالم کی حضور جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے فرمایا: کیا میرے اختیارات تیرے قبضے میں ہیں! جبکہ گنہگار سے فرمایا: جا میری رحمت سے تو جنت میں داخل ہو جا، اور دوسرے کے بارے میں (فرشتوں سے) فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اُس نے ایسی بات کہی جس سے اُس کی دنیا اور آخرت تباہ ہو گئیں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے بارے میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا سکتا کہ یہ کہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔ اسی لیے کتاب "الحاوی القدسی" وغیرہ میں ہے: "معین المفتی" میں ہے کہ جس نے امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی ائمۂ ہدیٰ میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ قطعی جنتی ہیں، تو اُس نے خطا کی، اسی طرح جنید بغدادی، ابو یزید اور شیخ شبلی وغیرہ صالحین سے متعلق معاملہ ہے"، انتہی۔

لہٰذا ہر مکلف پر یہ ادب واجب ہے کہ وہ تمام کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن رکھتے ہوئے اُسی کے سپرد کر دے، اور یہ سمجھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے محسنین پر دنیا میں انعام فرمایا ہے وہ اُنہیں اسی (انعام) پر موت دے گا اور اپنا معاملہ خوف واُمید کے درمیان

تصور کرے، نیکیاں کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ شیخ امام ابو بکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

یعنی: "اُس ذات نے مجھے ایمان کی دولت بخشی، اس سے میرا دل ٹھنڈا ہوتا ہے

کسی کا خاتمہ بُرا ہوتا ہو تو وہ احسان فرما دیتا ہے

معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہی زیادہ راہِ سلامت ہے، اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ اپنے بندوں کے احوال جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کہنے والے کی خوبی ہے:

اُس کی اِطاعت فرض ہے، لطف کرے یا چھوڑ دے [7]

اور اُس کی گھاٹ میٹھی ہے (پینے والا) گندہ ہو یا صاف

میں نے اپنا سارا معاملہ محبوب کے سپرد کر دیا

اگر وہ چاہے تو مجھے زندہ رکھے چاہے تو فنا کر دے

[حدیث: ۱۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "ہر اُمت کے کچھ لوگ جہنمی ہوتے ہیں اور کچھ جنتی، سوائے میری اُمت کے، کہ وہ پوری جنتی ہے"۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

---

7 اصل عبارت یوں ہے: إِطَاعَتُهُ فَرْضٌ تَلَطَّفَ أَوْ جَفَا وَمَشْرَبُهُ عَذْبٌ تَكَدَّرَ أَوْ صَفَا
محقق احمد خیری لکھتے ہیں: شاعر کا لفظِ "جفا" کہنے میں نظر ہے، اس لیے کہ ایک حدیثِ قدسی کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: اور میں جفا کرنے والا رب نہیں ہوں۔ "جفا" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جائے گی۔ ہاں ممکن ہے شاعر کی مراد یہاں "لطف" کا نقیض ہو یا ممکن ہے کہ یہاں "جفا" کا معنیٰ بعض حب الٰہی سے سرشار افراد کے مطابق وصال کی ضد "ہجر" ہو۔

فائدہ: ہم نے متن میں اردو ترجمہ مؤخر الذکر احتمال کے مطابق کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی شرح میں امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہاں "اُمت" سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں، جیسا کہ دیگر اُمتوں میں سے اس اُمت کا اللہ تعالیٰ کی عنایت ورحمت سے مختص ہونے کا تقاضا ہے، ورنہ یقیناً کبیرہ گناہ کرنے والے بعض افراد کو عذاب دیا جائے گا، انتہی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موحد اُمتیوں کے سر پر جب جہنم کے فرشتے، گرم پانی کی گرمی کی طرح ہوں گے تو وہ باوجود جہنم میں جانے کے گویا جنت میں ہوں گے۔

[حدیث: ۱۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمت پر جہنم کی گرمی اس طرح ہو گی جیسے گرم پانی کی گرمی"۔ امام طبرانی نے اسے "المعجم الاوسط" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

فصلِ ثانی:

جان لو جن لوگوں کے لیے وارد ہوا کہ وہ لوگ قیامت کے دن قطعی طور پر جنت مین داخل ہونگے، وہ بہت سے ہیں، ان میں پہلے فرشتے ہیں، جیسا کہ اہلِ جنت کے بارے میں فرمان ہے:

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍۚ [الرعد: ۱۳ (۲۳)]

ترجمہ: "اور فرشتے ہر دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے"۔

اسی طرح انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جنتی ہیں، اس لیے کہ اِن کی عصمت ثابت ہے، جس طرح فرشتوں میں ہر فرشتے کی اور تمام انبیاء کرام میں ہر نبی علیہ السلام کی خصوصیت سے عصمت ثابت ہے، یہ عصمت ان کے علاوہ کی منافی ہے۔

[حدیث: ۱۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی مردوں کی خبر نہ

دے دوں، نبی جنتی ہے، شہید جنتی ہے، صدیق جنتی ہے، نو مولود (مرنے والا) جنتی ہے اور وہ شخص جنتی ہے، جو اللہ کی رضا کے لیے دُور اپنے بھائی سے ملنے جاتا ہے، کیا میں تمہیں جنتی عورتوں کی خبر نہ دے دوں، محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی، زیادہ رجوع کرنے والی کہ جب ظلم کر بیٹھے تو (اپنے شوہر سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔ امام دارقطنی نے اسے اپنی کتاب "افراد" میں، اور امام طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[حدیث: ۱۵] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی جنتی ہے، شہید جنتی ہے، نو مولود (مرنے والا) جنتی ہے اور اسلام میں پرورش پانے والا جنتی ہے۔ امام احمد اور امام ابو داود نے ایک صحابی سے اسے روایت کیا اور اس کی اسناد حَسن ہے۔

[حدیث: ۱۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء و مرسلین، اہلِ جنت کے سردار ہیں، شہداء اہلِ جنت کے قائد ہیں اور حاملینِ قرآن اہلِ جنت کے عرفاء ہیں۔ ابو نعیم نے حلیہ الاولیاء میں اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح عمومی طور پر سب مسلمان مرد و عورت جنت میں داخل ہوں گے بلا کسی کی تخصیص کے، ہاں جن کے بارے میں خصوصیت وارد ہوئی اُن کا معاملہ الگ ہے، ہم اُن کا تذکرہ عنقریب کریں گے۔

[حدیث: ۱۷] اسی طرح کا عموم بہت سی چیزوں کے بارے میں بھی آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، اَسّی اس اُمت کی اور چالیس دیگر تمام اُمتوں کی۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی نے اسے ابن عباس، ابن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ١٨] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حاملینِ قرآن اہل جنت کے عرفاء ہیں۔ حکیم ترمذی نے اسے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رہا مسلمانوں کے بچوں کا معاملہ تو وہ سب بھی قطعی جنتی ہیں جبکہ بالغ ہونے سے پہلے انتقال کر جائیں۔

[حدیث: ١٩] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑ پر ہوں گے، اُن کی کفالت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کریں گے اور قیامت کے دن اُنہیں اُن کے والدین کے پاس لوٹا دیا جائے گا۔ امام احمد، حاکم اور بیہقی نے "کتاب البعث" میں اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح مشرکین کے وہ بچے جو بالغ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے، اہلِ جنت کے خادم ہوں گے۔

[حدیث: ٢٠] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے"۔ امام طبرانی نے معجمِ اوسط میں اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جبکہ امام قضاعی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

[حدیث: ٢١] ایک روایت میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اُس نے مجھے مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم کے طور پر عطا کر دیے۔ امام ابوالحسن بن ملہ نے اسے "امالی" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جہاں تک اُن بالغ مسلمانوں کا تعلق ہے، جن کے ناموں اور شخصیتوں کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ جنتی ہیں، تو وہ بہت سے ہیں، ان میں صحابۂ کرام میں عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

[حدیث: ۲۲] جیسا کہ امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبد الرحمن بن عوف جنتی ہے اور ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہے۔

[حدیث: ۲۳] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب اللمع فی اسباب الحدیث" میں ذکر کیا کہ حافظ ابن عساکر نے زید بن زید سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا: کاش میں کسی جنتی شخص کو دیکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنتی ہوں، عرض کی: آپ کے بارے میں عرض نہیں کر رہا، میں جانتا ہوں کہ بے شک آپ جنتی ہیں، فرمایا: میں جنتی ہوں اور تم بھی جنتی ہو، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبد الرحمن ابن عوف جنتی ہے، سعد جنتی ہے، اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی بتا دوں۔

[حدیث: ۲۴] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جامع صغیر" میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس افراد جنتی ہیں، نبی جنتی ہے، ابو بکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر بن عوام جنتی ہے اور سعد بن مالک جنتی ہے۔
امام احمد، ابو داود اور ابن ماجہ نے اسے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

یہ ذیل میں آنے والے لوگ بھی جنتی ہیں:

حضرت حسن، حسین، ان کی والدہ سیدہ فاطمہ اور اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہم۔

[حدیث: ۲۵] امام نسائی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی تاکہ مجھے سلام کرے، اُس نے یہ بشارت دی کہ حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں[8] اور اِن کی والدہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

[حدیث: ۲۶] حدیث: امام نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنتی عورتوں میں افضل خدیجہ بن خویلد اور فاطمہ بنت محمد ہیں"۔

[حدیث: ۲۷] حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خدیجہ کو ایک جنتی نہر کے کنارے ایک خیمہ میں دیکھا، جہاں نہ کوئی لغو بات ہے اور نہ مشقت۔ اسے امام طبرانی نے روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

[حدیث: ۲۸] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اسے امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا، امام طبرانی نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا، اور ابن عدی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ۲۹] حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں۔ امام ابن ماجہ وحاکم نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۰] حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ

---

8 جنتی نوجوان: یعنی: وہ اہل ایمان جن کا انتقال دنیا میں جوانی کی حالت میں ہوا۔ مترجم عفی عنہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، مگر خالہ کے دو بیٹے عیسی بن مریم اور یحییٰ بن زکریا اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ اسے امام احمد، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی عورتوں میں افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بن عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ اسے امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ بنت مزاحم کے لیے، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے لیے بھی قطعی جنتی ہونے کی بشارت آئی ہے۔

[حدیث: ۳۲] چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں میرا نکاح مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور حضرت موسیٰ کی بہن سے کرائے گا"۔ امام طبرانی نے سعد بن جنادہ سے اسے روایت کیا۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں: اور جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت آئی ہے ان میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

[حدیث: ۳۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زوجہ عائشہ جنتی ہے۔ امام ابن سعد نے اسے مرسلاً مسلم بطین سے روایت کیا۔

اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

[حدیث: ۳۴] انہی میں اُم المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما شامل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے جبریل نے کہا: حفصہ سے رجوع کرلیں، کیونکہ

بے شک وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہے اور یہ کہ وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی"۔ امام حاکم نے اسے حضرت انس اور حضرت قیس بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کر لیا تھا۔

اہلِ حبشہ کی برکت، حضرت سیدہ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ عرصہ پرورش کی، آپ اپنے والد کی وارث ہوئیں، آپ کے والد نے ان کی شادی اپنے قبیلہ میں زید بن حارثہ سے کرادی تھی، انہیں سے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

[حدیث: ۳۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے یہ پسند ہو کہ اُس کا نکاح کسی جنتی عورت سے ہو، تو وہ اُمِ ایمن سے نکاح کر لے"۔ امام ابن سعد نے اسے مرسلاً سفیان بن عیینہ سے روایت کیا۔

حضرت بلال مؤذنِ اسلام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۳۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر میں دوسری جگہ جنت میں گیا تو پھر کسی کے چلنے کی آواز سُنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: یہ غمیصاء بنت ملحان ہیں"۔ امام عبد اللہ بن حمید نے اسے حضرت انس سے، داود طیالسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

"غمیصاء" کو رمیصاء بھی کہا جاتا ہے، یہ حضرت ابو طلحہ کی زوجہ اُمِ سُلیم بنت ملحان بن خالد انصاریہ رضی اللہ عنہا ہیں، اِن کا نام نبلہ، رملہ، سہلہ، رمثہ، ملیکہ یا بنہۃ ہے، جلیل القدر فاضل صحابیات میں سے ہیں۔ ان دونوں (حضرت بلال وسیدہ اُمِ سُلیم) کے لیے بھی قطعی جنتی

ہونے کی بشارت آئی ہے۔

[حدیث: ۳۷] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ بلال ہیں جو آپ سے آگے چلتے ہیں۔ امام طبرانی اور ابن عدی نے اسے حضرت ابو اُمامہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۸] ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی رات میں جنت میں گیا، تو اس کی ایک جانب کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں“۔ امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۹] ایک روایت میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ غمیصاء بنت ملحان ہیں“۔ امام احمد، مسلم اور نسائی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت زید بن عمرو رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: ان کا نام زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح ہے اور یہ حضرت عمر بن خطاب کے چچازاد بھائی ہیں۔ یہ زید سعید بن زید کے جو عشرۂ مبشرہ سے ہیں، کے والد ہیں، جیسا کہ مذکور ہوا۔

[حدیث: ۴۰] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو زید بن عمرو بن نفیل کو جنت کے دوسرے درجے میں دیکھا“۔ امام ابن عساکر نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

[حدیث: ۴۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل زید بن عمرو کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے، کیونکہ وہ دینِ ابراہیمی پر دنیا سے گئے ہیں۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت سعید بن مسیب سے مرسلاً روایت کیا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ حارثہ بن نعمان انصاری، بدری صحابی ہیں۔

[حدیث: ۴۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا، تو قراءت کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: حارثہ بن نعمان، یہ اسی طرح نیکوکار تھے اسی طرح نیکوکار تھے"۔ امام نسائی اور حاکم نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

یہ زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

[حدیث: ۴۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا سامنے ایک نوجوان لڑکی آئی، میں نے پوچھا: تم کس کے لیے ہو؟ عرض کی: زید بن حارثہ کے لیے"۔ رویانی اور ضیاء مقدسی نے اسے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت جعفر بن ابو طالب اور حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما جنتی ہیں:

[حدیث: ۴۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے ہیں اور حمزہ تخت پر آرام کر رہے ہیں"۔ امام طبرانی، ابن عدی اور حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۵] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو ایک خوبصورت چہرے اور (اندر سے) کالے ہونٹ والی لڑکی

کو دیکھا، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہے؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جعفر بن ابو طالب خوبصورت چہرے اور (اندر سے) کالے ہونٹ والی عورت کو پسند کرتے ہیں، اسی لیے اللہ نے اِسے اُن کے لیے پیدا کر دیا"۔ جعفر بن احمد تیمی نے اسے "فضائل جعفر" میں روایت کیا، اور امام رافعی نے اپنی تاریخ میں اسے عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے فرشتوں کو حمزہ بن عبد المطلب اور حنظلہ بن راہب کو غسل دیتے ہوئے دیکھا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر بن ابو طالب کو فرشتے کی صورت میں دیکھا کہ وہ دو پروں کے ساتھ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے تھے۔ امام ترمذی اور حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت نُعیم رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ نُعیم قرشی عدوی، قدیم الاسلام جلیل القدر صحابی ہیں، جنگِ یرموک یا اجنادین میں شہید ہوئے۔

[حدیث: ۴۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو نُعیم کے کھانسنے کی طرح کی آواز سُنی"۔ امام ابن سعد نے اسے ابو بکر عدوی سے روایت کیا۔ حدیث میں لفظِ "نحمة" آیا ہے، اس کا معنیٰ ایک قسم کی آواز، کھانسی یا کھنکھارنے وغیرہ آتا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۴۹] ان کے جنتی ہونے کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "عمار کا خون اور گوشت آگ پر حرام کر دیا گیا ہے کہ اُسے چھوئے یا اُس کے گوشت کو

کھائے"۔ امام ابن عساکر نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تو ثابت ہوا کہ جب جہنم میں داخل نہیں ہوں گے تو یقیناً جنت میں جائیں گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۰] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے، علی، عمار اور سلمان"۔ امام ترمذی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہ حدیث حسن ہے، اسے امام نووی نے تہذیب "الاسماء واللغات" میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عبد اللہ بن سلام دسویں جنتی ہیں"، امام احمد، طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۵۲] صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک زندہ جنتی ہے، جو زمین پر چلتا ہے اور وہ عبد اللہ بن سلام ہے"۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ عمرو بن جموح بن زید بن حرام ہیں، جیسا کہ امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۵۳] محدثین نے روایت کیا ہے کہ جب یہ شہید ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: "میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے"۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر، سعد بن معاذ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۴] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "یہ پانچ نوجوان اہلِ جنت سے ہیں، حسن، حسین، ابن عمر، سعد بن معاذ اور اُبی بن کعب"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت عُکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۵] جیسا کہ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی، جس میں یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اُمتوں کے احوال پیش کیے گئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی، بتایا گیا کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمت ہے، ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے، پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کی نشانیاں بیان کیں، فرمایا: یہ لوگ نہ غلام ہوں گے نہ غلام بنائیں گے اور نہ بد شگونی کریں گے بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہوں گے۔ حضرت عکاشہ بن محصن نے عرض کی: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم انہی میں سے ہو، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عکاشہ تم پر اس میں سبقت لے گیا ہے۔

حضرت جُہینہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۶] جُہینہ ایک قبیلہ کا نام ہے، اسی نام کا ایک شخص بھی ہے جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہچانتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں جائے گا، اُس کا نام جُہینہ ہو گا، تو اہلِ جنت جہینہ کے پاس کھڑے ہو کر کہیں گے: یقین خبر ہے"۔ خطیب بغدادی نے اسے اپنی "تاریخ" میں اور امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور رضاعی بھائی ہیں، آپ کا نام مغیرہ ہے۔

[حدیث: ۵۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو سفیان بن حارث جنتی نوجوانوں کا سردار ہے۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں اور حاکم نے مناقب میں حضرت عروہ بن زبیر سے مرسلاً روایت کیا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۸] یہ انصار کے خطیب تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ثابت بن قیس کو جنت کی بشارت دی اور انہیں بتایا کہ وہ جنتی ہیں۔ امام نووی نے اسے "تہذیب الاسماء واللغات" میں ذکر کیا ہے۔

حضرت حکیم لقمان اور نجاشی رضی اللہ عنہما جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۹] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہلِ حبشہ[9] (کے مسلمانوں) سے محبت کرو، کیونکہ ان میں سے تین لوگ جنتیوں کے سردار ہیں، حکیم لقمان، نجاشی اور مؤذن بلال"[10]۔ امام ابن حبان نے اسے "کتاب الضعفاء" میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

---

9 حدیث میں کلمہ "السودان" وارد ہوا ہے، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر "حبش" سے کی ہے اور ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ مترجم عفی عنہ

10 حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں چار کا ذکر ہے، ان میں چوتھے: "حضرت مہجع رحمۃ اللہ علیہ" ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چچا جنتی ہیں:

[حدیث: ٦٠] اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند عباس ہوں گے"۔ امام ابن عساکر نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ جب قیامت کے دن سب سے زیادہ سعادت مند ہوں گے تو یقیناً آپ بلاشبہ جنتی ہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن مالک اوسی ہیں۔

[حدیث: ٦١] دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ بن ابی عامر کو زمین و آسمان کے درمیان آسمان کے پانی سے غسل دیتے ہیں، جو چاندی کے برتن میں تھا"۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت خزیمہ بن ثابت اوسی سے روایت کیا۔ جب فرشتوں نے انہیں غسل دیا تو یقیناً آپ بلاشبہ جنتی ہیں۔

تمام اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

یہ سب جنتی ہیں، ان کی تعداد اور اسماءِ گرامی سیرت کی کُتب میں مذکور ہیں۔

[حدیث: ٦٢] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے بدر میں شرکت کی اُسے جنت کی بشارت دو"۔ امام دارقطنی نے اسے "کتاب الافراد" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ٦٣]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف نظر کی اور اُن سے فرمایا: جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیبیہ میں شریک ہونے والے بھی جنتی ہیں:

[حدیث: ۶۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص کبھی جہنم میں نہ جائے گا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا"۔ امام احمد نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ جب جہنم میں نہیں جائیں گے، تو یقیناً جنت میں جائیں گے۔

بیعتِ رضوان کرنے والے جنتی ہیں:

[حدیث: ۶۵] حضرت اُمِ مبشر انصاریہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حفصہ کے پاس فرماتے سُنا: "درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا"، راویہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا، حضرت حفصہ نے کہا: اللہ فرماتا ہے: "اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ یہ بھی فرماتا ہے: "پھر ہم ایمان والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرا ہوا"۔ [مریم: ۱۹ (۷۱-۷۲)] امام مسلم اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ اہلِ بدر کی تعداد تین سو تیرہ، ایک قول تین سو چودہ کا ہے۔

[حدیث: ۶۶] نبی کریم ﷺ نے اہلِ بدر کے بارے میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف نظرِ رحمت فرمائی اور اُن سے فرمایا: جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی یا میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔

[حدیث: ۶۷] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، حضرت عمر درخت کے نیچے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، یہ درخت ببول کا تھا، سوائے جد بن قیس کے ہم

سب سے بیعت کی، وہ اپنے اُونٹ کے نیچے چھپ گیا تھا۔

[حدیث: ۶۸] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسد کے حاطب بن ابی بلتعہ کا غلام اپنے آقا کی شکایت کرنے آیا، عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا، جس نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہو وہ اس (جہنم) میں نہیں جائے گا"۔

[حدیث: ۶۹] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا"۔

[حدیث: ۷۰] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جہنم میں نہیں جائے گا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی"۔

کہا گیا ہے کہ بیعتِ رضوان کرنے والے پندرہ سو تھے، امام ابن عبد البر نے اسے "کتاب الاستیعاب" میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۷۱] امام ابو داود نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جہنم میں نہیں جائے گا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی"۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ انصاری صحابی ہیں، جنہوں نے اپنا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا، جس میں چھ سو کھجور کے درخت تھے، جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سُنا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے۔

انہیں ابو الدحداح اور ابن الدحداح کہا جاتا ہے۔

[حدیث: ۷۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں بہت سے کھجور کے جھکے ہوئے خوشے ابو الدحداح کے لیے ہیں"۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۷۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بہت سے کھجور کے درخت ابو الدحداح کے لیے ہیں"۔

حضرت قُس رحمۃ اللہ علیہ جنتی ہیں: یہ قُس بن ساعدہ ایادی ہیں، انہوں نے تین سو اسی سال عمر پائی، ایک قول چھ سو سال کا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زبردست گرج دار آواز والے، حکیم، واعظ اور عبادت گزار بزرگ تھے۔

[حدیث: ۷۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قُس پر رحم فرمائے، وہ میرے باپ حضرت اسماعیل بن ابراہیم کے دین کے پیروکار تھے۔ امام طبرانی نے اسے غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ جسے دین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر موت آئی وہ یقیناً جنتی ہے۔

[حدیث: ۷۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قس پر رحم کرے گویا کہ میں اُسے ایک سیاہی مائل سفید اُونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں جو اُس سے ایسا شیریں کلام کرتا ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا"۔ ازدی نے اسے کتاب الضعفاء میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اُس وقت فرمایا جب ایاد کا وفد خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے قس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت اُویس بن عبد اللہ قرنی رحمۃ اللہ علیہ جنتی ہیں: "قرنی" قبیلہ کی ایک شاخ قرن کی نسبت کی وجہ سے کہلاتے ہیں۔

[حدیث: ۷۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عن قریب میری اُمت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام اُویس بن عبد اللہ قرنی ہو گا، میری اُمت کے حق میں اُس کی شفاعت

بنو ربیعہ و مضر کی تعداد کے برابر ہو گی۔ ابن عدی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

جب قیامت کے دن ان کی شفاعت کا یہ عالم ہو گا تو وہ یقیناً خود بھی جنتی ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۷۷] اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء سے آگے ہو گا"۔ امام طبرانی اور ابو نعیم نے "حلیہ" میں اسے محمد بن کعب قرظی سے مرسلاً روایت کیا۔

حدیث میں لفظ "رتوۃ" آیا ہے جس کے مختلف معانی ہیں: تیر پھینکنے کی مسافت، ایک میل، حدِ نگاہ، ایک قدم اور ایک درجہ وغیرہ۔ جب ان کے لیے یہ اعزاز ہے تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً جنتی ہیں۔

حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۷۸] یہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قُصی بن کلاب قرشی ہیں۔ اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا انہی کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گئی تھیں، جیسا کہ بعثت والی حدیث میں ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا: یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر (تورات لے کر) نازل ہوا تھا، کاش میں اُس وقت طاقت ور ہوں! کاش میں اُس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کرے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ مجھے مکے میں رہنے نہیں دیں گے؟ عرض کی: نہیں، جو نبی بھی آپ کے پیغام جیسا پیغام لایا اُس کے ساتھ دشمنی کی گئی، اگر میں نے وہ دن پایا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا، پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

[حدیث: ۷۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ورقہ بن نوفل کو بُرا نہ کہو، کہ میں اُس کے لیے ایک یا دو جنتیں دیکھتا ہوں"۔ امام حاکم نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور کہا: یہ روایت صحیح ہے مُحدّثین نے اسے تسلیم کیا ہے۔

حضرت حبشی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

[حدیث: ۸۰] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حبشہ سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کو ہم پر رنگ اور نبوت کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، آپ کیا فرماتے ہیں کہ آپ جس پر ایمان لائے ہیں، اگر میں بھی لے آؤں اور جس طرح آپ عمل کرتے ہیں میں بھی کروں تو کیا میں آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو یہ اللہ کی بارگاہ سے اُس کے لیے وعدہ ہو گا، اور جس نے: سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا، تو اُس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اُس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم اس کے بعد ہلاک کیسے ہوں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ایک شخص قیامت کے دن ایسا عمل لائے گا کہ اگر اُسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو اُس پر بڑا بوجھ ہو گا، پھر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آئے گی اور قریب ہو گا کہ وہ اُس کو کافی ہو، اللہ کی رحمت سے وہ عمل فضیلت والا نہ بنے۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا۝﴾ سے ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا۝﴾ تک (بیس آیات)۔ حبشی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میری آنکھیں بھی جنت میں وہی کچھ دیکھیں گی جو آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ یہ سُن کر حبشی رونے لگا یہاں

تک کہ اُس کی روح نکل گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسے قبر میں اُتارتے ہوئے دیکھا۔ امام طبرانی نے اسے بروایتِ ایوب بن عتبہ روایت کیا ہے۔

پانچ سو سال کا عابد جنتی ہے: وہ عابد، جس کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا۔

[حدیث: ۸۱] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاشانہ اقدس سے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابھی جبریل میرے پاس سے گئے ہیں، انہوں نے بتایا: اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! اللہ کے ایک بندے نے پانچ سو سال اللہ کی عبادت ایک جزیرے میں پہاڑ کے اوپر کی، جس کا طول تیس گز اور عرض تیس گز ہے، اور اُس کے گرد سمندر ہر جانب چار ہزار فرسخ پھیلا ہوا ہے، اللہ نے اُس کے لیے انگلی کی موٹائی برابر (زمین سے) میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا، جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے اور پہاڑ کے نیچے صاف ستھرا آتا ہے اور اللہ نے اُس کے لیے ایک انار کا درخت پیدا کیا ہے جس سے ہر رات انار نکلتا ہے، وہ شخص دن میں عبادت کرتا ہے، جب شام ہوتی ہے پہاڑ سے نیچے آتا ہے وضو کرتا اور اُس درخت سے انار توڑتا ہے، اسے کھا کر پھر عبادت کرنے لگتا ہے۔ اس شخص نے موت کے وقت اپنے رب سے دعا کی کہ اُسے سجدے کی حالت میں موت آئے اور یہ کہ زمین اُس کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے تاکہ وہ قیامت کے دن سجدے کی حالت میں اُٹھایا جائے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے اُس کی یہ دعا قبول فرمائی، ہم آسمان سے اترتے اور چڑھتے اُسے اسی حالت میں دیکھتے ہیں، جب قیامت کے دن اُسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو رب فرشتوں سے فرمائے گا: میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کرو، وہ بندہ عرض کرے گا: اے رب! بلکہ میرے عمل کی وجہ سے۔ اللہ فرمائے گا: میرے بندے کو میری

رحمت سے جنت میں داخل کرو، وہ بندہ عرض کرے گا: اے رب! بلکہ میرے عمل کی وجہ سے۔ اللہ فرمائے گا: میرے بندے پر میری نعمتوں اور اُس کے عمل کا موازنہ کرو۔ (جب موازنہ کیا جائے گا) تو معلوم ہو گا کہ صرف آنکھ کی نعمت نے پانچ سو سال کی عبادت کو گھیر لیا اور پورے جسم کی نعمت کا حساب باقی ہے، اب رب فرمائے گا: میرے بندے کو جہنم میں ڈالو، پس اُسے جہنم کی طرف کھینچ کر لے جایا جائے گا تو وہ پکارے گا: اے میرے رب! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل فرما، اللہ فرمائے گا: اسے میرے بارگاہ میں واپس لاؤ، اُسے لا کر کھڑا کیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا: بندے! تجھے کس نے پیدا کیا ہے حالانکہ تو کچھ نہیں تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب تو نے، اللہ فرمائے گا: کس نے تجھے پانچ سو سال کی عبادت کرنے کی قوت بخشی؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب تو نے، اللہ فرمائے گا: کس نے تجھے سمندر کے بیچ ایک پہاڑ میں رکھا اور تیرے لیے کھاری پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا اور ہر رات تیرے لیے تازہ انار نکالا حالانکہ انار سال میں ایک مرتبہ لگتا ہے؟ تو نے مجھ سے سوال کیا کہ میں تیری روح سجدے کی حالت میں قبض کی جائے، میں نے ایسا ہی کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے رب تو نے۔ اللہ فرمائے گا: وہ سب میری رحمت ہی تو ہے اور میں تجھے اپنی رحمت ہی سے جنت میں داخل کرتا ہوں، میرے بندے کو جنت میں داخل کرو، تو میرا بہت اچھا بندہ ہے۔ پھر اللہ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! یہ تمام اشیاء اللہ کی رحمت سے ہیں۔ امام حاکم نے اسے سلیمان بن ہرم سے انہوں نے محمد بن منکدر سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

امام مہدی جنتی ہیں: یہ وہی امام مہدی ہیں، جن کے بارے میں احادیث میں آیا ہے۔

[حدیث: ۸۲] امام ابن ماجہ اپنی سُنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عبد المطلب کی اولاد سے ہیں، جو اہلِ جنت کے سردار ہیں، میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی جنتی ہیں (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)۔

جن صحابی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ وہ صحابی ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک فرشتے کے ساتھ مقرر تھے، آپ کا نام ابیض ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاصابۃ فی اخبار الصحابہ" میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۸۳] ابو علی بن اشعث کی "کتاب السنن" میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ سے فرمایا: اللہ تیرے شیطان کو رسوا کرے"۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا: "لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا اس کا نام ابیض ہے اور وہ جنتی ہے، اور ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جنتی ہے، انتہی۔

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۸۴] یہ وہ صحابی ہیں، جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کی حد جاری کر وائی تھی، جیسا کہ امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام ابو داود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اسلمی مرد (ماعز بن مالک) حاضر ہوئے اور چار مرتبہ اپنے اوپر گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت سے حرام کام کیا ہے۔ ہر بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے منہ پھیر لیتے، پانچویں بار اس کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے اس سے صحبت کی ہے؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: یہاں تک کہ تمہاری شرم گاہ اس کی شرم گاہ میں غائب ہو گئی؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: جیسے سلائی سرمہ دانی میں، یا جیسے رسی کنوئیں میں غائب ہو جاتی ہے؟ عرض کی: ہاں، میں نے اس

سے اس طرح حرام کام کیا ہے، جیسے مرد اپنی بیوی سے حلال کام کرتا ہے۔ فرمایا: ایسا کہنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ عرض کی: تاکہ آپ مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں۔ پس آپ ﷺ کے حکم سے انہیں رجم کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دو صحابہ کو یہ کہتے سُنا کہ ایک دوسرے کہہ رہا تھا: اس شخص کو دیکھو کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی لیکن اس نے اپنی جان کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ پتھر کھائے جیسے کتے کو مارے جاتے ہیں، آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ دیر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک گدھے کی لاش کے پاس سے گزرے، جس کے پاؤں اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے، فرمایا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم یہیں ہیں، فرمایا: دونوں اُترو اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ، عرض کی: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھاتا ہے؟ فرمایا: ابھی تم نے جو اپنے بھائی کی آبروریزی کی ہے وہ اسے کھانے سے زیادہ بُری ہے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک اس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے"۔

ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

یہ وہ صحابی ہیں، جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے موجبِ جنت عمل کا پوچھا تھا۔

[حدیث: ۸۵] چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں، فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، فرض نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اُس دیہاتی نے عرض کی: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس

پر کچھ اضافہ نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے۔

حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۸۶] یہ انصاری صحابی ہیں، صحیح مسلم میں کتاب الجہاد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لانے کے لیے بُسیسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا، جس وقت وہ واپس آئے تو گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہ تھا (راوی کا بیان ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت انس نے آپ کی ازواج میں سے کسی کا استثنا کیا تھا)، حضرت انس کہتے ہیں کہ جاسوس نے آکر مکمل اطلاع دی، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ہمیں ایک چیز کی طلب ہے، لہٰذا جس کے پاس سواری ہے وہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلے، کچھ لوگوں نے مدینہ پر چڑھائی سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: نہیں، صرف وہی لوگ ساتھ چلیں جن کی سواریاں یہاں موجود ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چل پڑے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے۔ ادھر مشرکین بھی آپہنچے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ کہوں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز پر پیش قدمی نہ کرے، جب مشرکین قریب آگئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض، آسمان اور زمین ہیں۔ حضرت عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے؟ فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کی: آفرین آفرین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس کلمہ کی تحسین کہنے کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم! میں نے یہ کلمہ اس اُمید پر کہا ہے کہ میں جنتی ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

تم جنتی ہو، حضرت عمیر نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکال کر انہیں کھانا شروع کیا پھر کہا: اگر میں ان کھجوروں کو ختم کرنے تک زندہ رہا تو زندگی لمبی ہو جائے گی، پھر انہوں نے ان کھجوروں کو پھینکا اور لڑائی میں شامل ہوئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

سیدہ اُمِ رُمان رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

یہ اُمِ رُمان بن عامر بن عویمر بن عبد شمس کنانیہ، اُم المؤمنین سیدہ عائشہ اور حضرت عبد الرحمن کی والدہ محترمہ اور حضرت امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہم کی زوجہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ذو الحجہ ۶ ہجری میں ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِن کی قبر میں اترے اور ان کے لیے استغفار کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے اسلام لائی تھیں۔

[حدیث: ۸۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ حورِ عین میں سے کسی عورت کو دیکھے تو وہ اُمِ رُمان کو دیکھ لے۔ امام ابن سعد نے اسے قاسم بن محمد سے مرسلاً روایت کیا۔ نیز امام ابو نعیم نے اسے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہا حورِ عین ہیں تو یقیناً جنتی ہیں اور بے شک حورِ عین جنتیوں کی عورتیں ہیں۔

وہ خاتون جنتی ہے، جسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا:

[حدیث: ۸۸] حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں!، فرمایا: یہ سیاہ فام عورت، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے دعا کیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس پر صبر کرو اور تم کو جنت ملے

گی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو صحت عطا فرمائے گا، اس عورت نے عرض کی: میں صبر کرتی ہوں، لیکن میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ دعا کیجیے کہ میرا ستر نہ کھلے، آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔ امام بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

یہ وہ احادیث ہیں، جو ہمیں اس باب اُن لوگوں کے بیان میں ملی ہیں، جن کے لیے قطعی جنت کی بشارت آئی ہے۔ نیز یہ بشارت انہی افراد سے خاص نہیں ہے بلکہ بہت سے دیگر بھی ہیں، بلکہ جو کچھ حدیث میں وارد ہوا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تمام صحابہ اور تابعین قطعی جنتی ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

[حدیث: ۸۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے یا میری زیارت کرنے والے کو دیکھا۔ امام ترمذی اور ضیاء مقدسی نے اسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی اپنی "سُنن" میں اسے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: طلحہ بن خراش کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کی زیارت کی ہے۔ اور موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن خراش کی زیارت کی ہے۔ یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن ابراہیم نے کہا کہ تم نے میری زیارت کی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے (بخشش کی) اُمید لگائے ہوئے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الاصابۃ فی اخبار الصحابۃ" کی ابتدا میں لکھتے ہیں: ابو محمد بن حزم نے کہا کہ تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ

ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چکا"۔ [الحدید: ۵۷ (۱۰)]

اللہ تعالیٰ نے جن سے "حُسنیٰ" (جنت) کا وعدہ کیا اُن کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ ترجمہ: "بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں"۔ [الانبیاء: ۲۱ (۱۰۱)]

ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ جنتی ہیں اور ان میں سے ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا، اس لیے کہ مذکورہ آیات میں انہی سے خطاب کیا گیا ہے۔ لہٰذا صحابی کی تعریف میں رسول اللہ ﷺ کو "حالتِ ایمان" میں دیکھنے کی شرط سے کافر نکل جاتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئے اور اسی حالت میں مرے۔ اسی طرح تابعی کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ جس نے اُسے دیکھا جس نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، یعنی: تابعی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں کسی صحابی کو دیکھا اور حالتِ ایمان پر ہی دنیا سے گیا۔ پس جسے آگ نہ چھوئے وہ جہنم میں کبھی داخل نہیں ہو گا، لہٰذا وہ قطعی جنتی ہوا۔ رہا یہ کہ صحابہ و تابعین میں کوئی خطاکار ہو تو یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اس خطا سے توبہ کرنے کو آسان کر دیا ہو پس توبہ کے بعد اُس کا انتقال ہوا۔ ممکن ہے ان میں ایسے بھی ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ بلا توبہ کیے بھی بخش دے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ ترجمہ: "بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے، اور کفر سے کم تر جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے"۔ [النساء: ۴ (۴۸)]

رسول اللہ ﷺ کا ان جنتیوں کی خبر دینا آپ ﷺ کی من جملہ غیب کی خبروں میں سے ہے، اور بے شک آپ ﷺ کو غیب کی خبریں ملنا ثابت و متحقّق ہے۔

تنبیہ: احادیث میں انسانوں کے علاوہ کچھ دنیاوی چیزوں کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے کہ یہ جنتی ہیں اور جنت میں ہوں گی، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

منبرِ نبی ﷺ جنتی ہے:

[حدیث: ۹۰] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرا یہ منبر جنت کے بلند باغوں میں سے ایک باغ پر ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حدیث میں لفظ "ترعة" آیا ہے، جس کا معنی ہے اونچی جگہ پر لگا ہوا باغیچہ۔

[حدیث: ۹۱] ایک روایت میں ہے: "میرے منبر کی بنیادیں جنت میں برقرار رہنے والے رزق پر ہیں"۔ امام احمد اور نسائی نے اسے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو واقد لیثی سے روایت کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنتی ہے:

[حدیث: ۹۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ امام بخاری، مسلم اور نسائی نے اسے حضرت عبد اللہ بن زید مازنی سے اور امام ترمذی نے حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

حجرِ اسود جنتی ہے:

[حدیث: ۹۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حجرِ اسود جنتی ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت انس سے اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۴] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنتی پتھر ہے"۔ امام بزار اور طبرانی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۵] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنتی ہے اور یہ برف سے زیادہ سفید تھا، لیکن مشرکین کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا"۔ امام احمد اور ابن عدی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۶] ایک روایت میں ہے: "حجر اسود جنتی پتھروں میں سے ہے، اس کے علاوہ زمین پر کوئی جنتی پتھر نہیں ہے، یہ پانی کی طرح سفید تھا اگر جاہلیت کی ناپاکی اس سے مس نہ کی گئی ہوتی تو جو مصیبت زدہ اسے چھوتا صحت یاب ہو جاتا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۷] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنت کے سفید یاقوتوں میں سے ایک ہے، مشرکین کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا، قیامت کے دن یہ اُن کی گواہی دینے والا ہو گا جس نے دنیا میں اسے استلام کیا اور بوسہ لیا"۔ امام ابن خزیمہ نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رُکن اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام جنتی ہیں:

[حدیث: ۹۸] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک رُکن اور مقامِ ابراہیم دو جنتی یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور بُجھا دیا ہے اگر وہ اِن کا نور نہیں بجھاتا تو ان سے مشرق و مغرب کا درمیان روشن ہو جاتا"۔ امام احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے اسے حضرت ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۹] ایک روایت میں ہے: "رُکن اور مقامِ ابراہیم دو جنتی یاقوت ہیں"۔ امام حاکم نے اسے حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔

اُحد پہاڑ جنتی ہے: یہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کی مسافت پر ہے۔

[حدیث: ۱۰۰] رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اُحد جنت کے ستونوں میں سے ایک ہے"۔ امام ابویعلیٰ اور طبرانی نے اسے حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۱] ایک روایت میں ہے: "اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، اور یہ عیر ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابی عبس بن جبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۲] ایک راویت میں ہے: "بے شک اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے، اور وہ جنت کے بلند باغوں میں سے ایک باغ پر ہے، اور عیر جہنم کے بلند حصوں میں سے ایک حصہ پر ہے"۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔

وادیِ بطحان جنتی ہے:

ایک قراءت میں باء کے پیش کے ساتھ "بُطحان" ہے۔ روایتِ محدثین میں یہ مدینے کی ایک وادی ہے۔ قاموس میں ہے کہ اس کا درست اِعراب باء کے زبر اور زیر کے ساتھ "بَطِحان" ہے۔

[حدیث: ۱۰۳] رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بطحان جنت کے حوضوں میں سے ایک حوض پر ہے"۔ امام بزار نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت کیا۔

بیت المقدس کی چٹان جنتی ہے:

[حدیث: ۱۰۴] یہ چٹان کھجوروں کے ایک باغ میں ہے اور یہ باغ جنت کی نہروں میں سے فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ بنت مزاحم اور سیدہ مریم بن عمران کے باغ کے نیچے سے بہتی ہوئی ایک نہر سے ہے۔ یہ دونوں قیامت تک اہلِ جنت کے ہاروں کی موتیاں پروتی رہیں گی۔ امام ابن حبان نے اسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قزوین شہر جنتی ہے: یہ ایک بڑا اور مشہور شہر ہے۔

[حدیث: ۱۰۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قزوین میں جہاد کرو کہ بے شک یہ بلند جنتی دروازوں پر ہے"۔ امام ابن ابی حاتم نے اسے فضائلِ قزوین میں حضرت بشر بن سلمان کوفی سے روایت کیا۔

دریائے سیحان، جیحان، فُرات اور نیل جنتی ہیں:

[حدیث: ۱۰۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سیحان، جیحان، فُرات اور نیل جنتی دریا ہیں"۔ امام مسلم نے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۷] ایک روایت میں ہے: "چار دریا جنت سے نکالے گئے ہیں: فُرات، نیل، سیحان اور جیحان"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

سیحان مصیص کے نواحی علاقہ میں ہے اور جیحان مقامِ ادنہ میں ہے، (جو انطاکیہ اور روم کے درمیان ہے) یہ دونوں سیحون اور جیحون کے علاوہ ہیں، سیحون ہند یا سندھ میں ہے، جبکہ جیحون بلخ میں۔

[حدیث: ۱۰۸] ایک روایت میں ہے: "ہر دن فُرات میں جنت کی برکتیں نازل ہوتی ہیں"۔ امام ابن مردویہ نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۹] ایک روایت میں ہے: "ہر روز فُرات میں برکاتِ جنت سے حصے نازل ہوتے ہیں"۔ امام خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

غرس کا کنواں (بئرِ غرس) جنتی ہے: یہ کنواں مقامِ غرس اور مسجدِ قباء کے درمیان آدھے میل کی مسافت پر واقع ہے۔

[حدیث: ۱۱۰] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین کنواں، غرس کا ہے، یہ جنتی چشموں میں سے ہے اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے"۔ امام ابن سعد نے اسے حضرت عمر بن حکم سے مرسلاً روایت کیا۔

جنوب کی ہوا جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنوب کی ہوا جنتی ہے، یہ بادلوں کو بار دار کرنے والی ہوا ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے[11]، شمال کی ہوا جہنم کی ہے، جو اُس سے نکلتی ہے اور جنت کے پاس سے گزرتی ہے تو اس سے جنت کا ایک جھونکا ملتا ہے جس سے وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے"۔ امام ابن ابی الدنیا نے اسے "کتاب السحاب" میں، امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے "کتاب العظمۃ" میں اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

---

[11] اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے:

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ [الحجر: ۱۵ (۲۲)]

ترجمہ: "اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والی، تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں"۔

ریح ولد جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۲] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "ریح ولد جنتی ہوا ہے"[12]۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت کیا۔

بھیڑ جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۳] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بھیڑ جنتی چوپایوں میں سے ہے، اس سے مٹی دور کرو[13] اور اس کے باڑے میں نماز پڑھو"۔ خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔

عجوہ جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۴] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "عجوہ جنتی ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے اور کھمبی بھی مَنّ[14] کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے، عربی کالا

---

12 "فیض القدیر" میں زیرِ حدیثِ مذکور لکھا: "ممکن ہے یہ خوشبو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اولاد میں ہو، خصوصاً سیدہ فاطمہ زہرا اور اُن کے شہزادوں میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم، اس لیے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی اولاد میں جنتی پھلوں کا مزا (یعنی: خوشبو) تھا، اسی وجہ سے سیدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو "ابو الریحانتین" دو خوشبوؤں والا کہا جاتا تھا۔ یا پھر ممکن ہے کہ یہ مسلمان کی ہر نیک اولاد کے لیے ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو جنت میں بنایا تھا۔۔۔ اولاد آدمی کی کمائی ہے اور پاک کمائی اور نیک عمل جنت میں جانے کا سبب اور اس کے لیے زادِ راہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

13 معجم طبرانی میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں: "بے شک یہ رحمن کی طرف سے برکت ہے"۔

14 ہم یہاں کھمبی اور منّ کی تعریف لکھتے ہیں: چنانچہ "کھمبی" ایک قسم کی سفید نبات جو برسات میں خود بخود اُگ آتی ہے (اردو لغت)۔ انگریزی میں اسے "Mushroom" کہا جاتا ہے۔

=

بھیڑ عرق النساء سے شفا ہے، (مریض کو) اس کا گوشت کھلایا جائے اور تھوڑی شوربے کی یخنی پلائی جائے"۔ امام بخاری نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۵] ایک روایت میں ہے: "عجوہ جنتی پھل ہے"۔ امام ابو نعیم نے اسے "طبِ نبوی" میں سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۶] ایک روایت میں ہے: "عجوہ، پہاڑی اور شجرہ جنتی ہیں، ان دونوں میں زہر سے شفا ہے، اور کھمبی بھی مَنّ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے"۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ جبکہ امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے۔

"پہاڑی" سے مراد بیت المقدس کی پہاڑی ہے، شجرہ سے مراد کرمہ یا بیعت رضوان والا درخت ہے۔

[حدیث: ۱۱۷] ایک روایت میں ہے: "زمین پر تین چیزیں جنتی ہیں، عجوہ کا درخت، حجرِ اسود اور وہ اوراق جو ہر روز فرات میں جنت سے اُترتے ہیں"۔ خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

=

جبکہ مَنّ: تُرنجبین (قدرتی شکر جو اُونٹ کٹارے کے کانٹوں پر شبنم کی طرح جم جاتی ہے) کی طرح ایک میٹھی چیز تھی، جو روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک بنی اسرائیل کے ہر شخص کے لیے آسمان سے نازل ہوتی تھی، لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔ (خزائن العرفان و فیروز اللغات)

کھمبی اور مَن جنتی ہیں:

[حدیث: ۱۱۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کھمبی بھی من کی ایک قسم ہے اور من جنت سے آیا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے"۔ امام ابو نعیم نے اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۹] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جنت مشرق میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت مشرق میں ہے"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۰] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مسجدیں جنت کے باغات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت کے باغات، مساجد ہیں"۔ امام ابو الشیخ نے اسے "کتاب الثواب" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۱] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ذکر کی مجالس، جنت کے باغات ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو پھل چن لیا کرو، صحابہ نے عرض کی: جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجالس"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۲] یہ وارد ہوا ہے کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تلواریں جنت کی چابیاں ہیں"۔ امام ابو بکر شافعی نے اسے "کتاب الغیلانیات" میں اور امام ابن عساکر نے اسے حضرت یزید بن شجرہ رہاوی سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۳] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۴] یہ بھی وارد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا: اے جبریل! تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کی: یہ محمد (ﷺ) ہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے نبی! اپنی اُمت کو حکم فرمائیں کہ وہ جنت کے درخت زیادہ لگائیں کہ اس کی مٹی پاک اور اس کی زمین وسیع ہے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: جنت کے درخت کیا ہیں؟ فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہنا“۔ امام احمد نے اسے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا، اور امام ابن ابی الدنیا نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۵] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا پتہ نہ بتادوں؟ عرض کی: وہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول!، فرمایا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہنا“۔ امام احمد اور طبرانی نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۶] البتہ طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: ”کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا نہ بتادوں؟۔۔۔ الخ“۔ ان دونوں کی اسناد صحیح ہیں۔

[حدیث: ۱۲۷] حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ“ کہا، اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے“۔ امام بزار نے اسے اسناد حَسن کے ساتھ روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۸] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ”سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ“ کہا، اُس کے لیے ہر کلمہ کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ امام طبرانی نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۹] حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے بارے میں مشورہ لینے حاضر ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں، فرمایا: انہی کی خدمت لازم کرلو کہ بے شک جنت انکے قدموں میں ہے“۔ امام طبرانی نے اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۰] حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے ایک شخص آیا اور بولا: میری ایک بیوی ہے، میری ماں مجھے اُسے طلاق دینے کو کہتی ہے، حضرت ابو الدرداء نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: باپ جنت کا وسطی دروازہ ہے، پس اگر تم چاہو تو یہ دروازہ ضائع کر دو یا اس کی حفاظت کرو“۔ امام ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے روایت کیا، اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

[حدیث: ۱۳۱] امام ابن ماجہ کہتے ہیں کہ سفیان نامی راوی نے کبھی ”میری ماں“ کہا اور کبھی ”میرا باپ“۔ امام ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

میں (مصنّف) کہتا ہوں کہ یہاں ارادہ اسی پر اختصار کا نہیں ہے، یہ تو بس عقل والوں کے لیے نصیحت کا سامان ہے۔

فصلِ ثالث: جان لو کہ قیامت کے دن قطعی جہنم میں جانے والے بہت سے ہیں۔ ان میں سے کچھ ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ یا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کے منکر، یا کسی ضرورت دینی[15] کے منکر جہنمی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختلف

---

15 **ضروریاتِ دین:** وہ دینی مسائل جن کو عوام وخواص سب جانتے ہوں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت،

طریقوں سے شرک کرنے والے جہنمی ہیں، اللہ تعالیٰ کفّار کے لیے فرماتا ہے:

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ ترجمہ: "اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ"۔ [الزمر: ۳۹ (۷۱)]

اور اللہ تعالیٰ مشرکوں کے لیے فرماتا ہے:

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ترجمہ: "جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی"۔ [المائدۃ: ۵ (۷۲)]

ان کے علاوہ بے شمار نُصوص ایسی ہیں جن میں مطلقاً کافروں اور مشرکوں کے جہنمی ہونے کا ثبوت ہے۔

[حدیث: ۱۳۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کبھی تم کافر کی قبر سے گزرو تو اُسے آگ کی وعید سُنا دو"۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور امام طبرانی نے اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں جہنمیوں کے عمومی اوصاف کا ذکر آیا ہے۔

[حدیث: ۱۳۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں! ہر سختِ دل، متکبر، مال جمع کرنے والا اور بھلائی سے منع کرنے والا جہنمی ہے۔ کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتادوں! ہر مسکین کہ اگر کوئی قسم اُٹھالے تو اللہ ضرور اُسے پورا کرے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

=

رسول اللہ کی ختمِ نبوت، آخرت، نماز اور روزہ وغیرہ۔ "عوام" سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائل سے ذوق وشغل رکھتے ہوں اور علماءِ کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ (ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۲۳۹۔۲۴۳)۔

جَمَّاع: بہت زیادہ مال جمع کرنے والا۔

مَنُوع: مال دینے سے بہت زیادہ منع کرنے والا اور بخل کرنے والا۔

[حدیث: ۱۳۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظلم کرنے والے اور اُن کے مدد گار جہنم میں جائیں گے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

منافقین جہنمی ہیں[16]:

اسی طرح وہ منافق لوگ جو اسلام وایمان کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا انکار، شرک یا شریعت کی کسی ضروری چیز کا انکار ہوتا ہے، یا یہ شریعت کے کسی ایسے امر کا استخفاف کرتے ہیں، جسے کرنے کا حکم ہے یا جسے کرنے کی ممانعت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

16 منافق کی دو قسمیں ہیں: ۱) جو اصلی کافر ہے، مگر بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں اس کا اِنکار کرتا ہے، آخرت کے اعتبار سے یہ قسم سب سے بدتر ہے۔ ایسے کے حق میں نازل ہوا: ترجمہ: "بیشک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں"۔ [النساء ۴: (۱۴۵)]

۲) **مرتد:** جو کلمہ گو ہو کر کُفر کرے، کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر بھی **اللہ عزوجل یا رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شئے کا منکر ہے۔ حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے، ان میں سب سے بدتر یہ **مرتد منافق** ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت زیادہ نقصان دہ ہے کہ یہ مسلمان بن کر کُفر سکھاتا ہے، خصوصاً آج کل کے بدمذہب کہ اپنے آپ کو خاص **اہلسنت** کہتے ہیں، نماز روزہ ہمارا سا ادا کرتے ہیں، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس رسول معظم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار! مسلمانو! اپنا دین بچاؤ اِن سے۔۔۔! (ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۳۲۷۔۳۲۹)۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ [النساء: ۴ (۱۴۵)]
ترجمہ: "بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے"۔

[حدیث: ۱۳۵] رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں منافق کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس میں تین خصلتیں ہوں وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور حج وعمرہ ادا کرے اور کہے میں مسلمان ہوں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے"۔ ائمہ صحاح ستہ نے اسے ایمان کے بیان میں روایت کیا۔ ابوالشیخ نے اسے توبیخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق نہ چاشت کی نماز پڑھتا ہے اور نہ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ"۔ امام دیلمی نے اسے مسند الفردوس میں حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق اپنی آنکھوں پر قدرت رکھتا ہے، جب چاہے رو دیتا ہے"۔ اسے بھی امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۸] منافق کی علامت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل سے رحمت نکال دی ہے، جیسا کہ ابن حامد نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ دوڑتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری کے ساتھ کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اُونٹ! اطمینان کر، اگر تو سچا ہے تو یہ سچائی تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ پر اس

جھوٹ کا وبال ہے، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھ کہ اللہ نے ہم میں سے پناہ مانگنے والے کو امان بخشتا ہے اور (اُس کی پناہ کو) ڈھال بنانے والا کبھی خائب نہیں ہوتا۔ صحابہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ اُونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: جن لوگوں کا یہ اونٹ ہے، انہوں نے اسے نحر کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا ہے، پس یہ اُن سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگی ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ جن کا اُونٹ تھا وہ پیچھا کرتے آگئے۔ جب اونٹ نے اُن لوگوں کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں امان کے لیے آگیا، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارا اونٹ ہے، جو تین دن سے بھاگا ہوا ہے اور ہمیں آپ کی بارگاہ میں ملا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جان لو یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ یہ تم میں اچھے حالات میں پلا بڑھا ہے، تم گرمیوں میں اس پر سوار ہو کر چارے کے مقام تک جایا کرتے تھے، جب سردی کا موسم آتا تو تم اس پر سوار ہو کر مقام دفّاء تک آتے، جب یہ بڑا ہوا تو تم لوگوں نے اسے اونٹنیوں سے جفتی کرانے کے لیے استعمال کیا، تو اللہ نے تمہیں اس کے سبب بہت سے چرنے والے اونٹ عطا کیے۔ اب جب کہ اس سال قحط پڑ گیا ہے تو تم نے اسے نحر کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! معاملہ اسی طرح ہے، اے اللہ کے رسول!، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک غلام کا اپنے آقاؤں میں یہ بدلہ تو نہیں ہوتا، پس انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ نحر کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا، اس نے تم سے مدد مانگی تم نے نہ کی اور میں تم سے بڑھ کر رحمت کرنے والا ہوں، بے شک اللہ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت کو نکال کر اسے مؤمنوں

کے دلوں میں ڈال دیا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اُس اونٹ کو سو درہم کے بدلے خرید لیا اور فرمایا: اے اونٹ! جا، تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے، وہ اونٹ چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، وہ پھر چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، وہ پھر چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، پھر چوتھی مرتبہ وہ چیخا تو آپ ﷺ رونے لگے، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: کہتا ہے: اے نبی! اللہ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے، میں نے اس پر کہا: آمین، پھر اس نے کہا: اللہ قیامت کے آپ کی اُمت کا رُعب ساکن کرے جس طرح میرا رُعب ساکن ہوا، میں نے کہا: آمین، پھر اُس نے کہا: اللہ آپ کی اُمت کے خون کی حفاظت فرمائے، جس طرح میرا خون محفوظ رہا، میں نے کہا: آمین، پھر اُس نے کہا: اللہ آپ کی اُمت کی تباہی اُن میں نہ رکھے، تو میں رو دیا، اس لیے کہ بے شک میں نے اپنے رب سے یہ سب مانگا تو اس نے مجھے سوائے اس آخری چیز کے سب عطا فرما دیا۔

وہ جہنمی لوگ جو اپنے نام یا القاب کے ساتھ معین ہیں کہ وہ جہنم میں جائیں گے، اُن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

بلی کو بند رکھنے والی جہنمی ہے: یہ عورت قبیلہ حمیر کی ہے، جسے نبی کریم ﷺ جانتے ہیں۔

[حدیث: ۱۳۹] آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی، جس نے بلی کو باندھے رکھا نہ کھانا دیا اور نہ چھوڑا کہ زمین سے کیڑے مکڑوں سے کچھ کھالیتی، یہاں تک کہ وہ مر گئی"۔ امام احمد، بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۰] حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز ادا کی اور فرمایا: "مجھ سے جہنم قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا: اے میرے رب! کیا میں ان کے ساتھ ہوں؟ تو دیکھا کہ ایک عورت کے چہرے کو بلی نوچ رہی ہے، میں نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ فرشتوں نے بتایا: (اس لیے کہ) اس نے ایک بلی کو بند رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی"۔ امام بخاری نے اسے روایت کیا۔

بنی دعدع کا چور جہنمی ہے:

یہ وہ شخص ہے، جو اپنی لکڑی سے حاجیوں کی چادریں چوری کیا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ شخص جہنمی ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اُونٹ قربانی کے چرائے تھے۔

[حدیث: ۱۴۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں جنت میں گیا تو دیکھا کہ اکثر جنتی فقراء ہیں، میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر عورتیں جہنمی ہیں، میں نے اس تین افراد کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ایک لمبی کالی عورت جس نے اپنی بلی کو باندھ کر کھانا پانی نہ دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالیتی، پس یہ بلی اُس کے سامنے اور پیچھے سے اُسے نوچتی ہے، اور میں نے جہنم میں بنی دعدع کے اُس فرد کو دیکھا، جو اپنی لکڑی سے حاجیوں کی (چادریں) چوری کرتا تھا، اگر حاجی کو معلوم ہو جاتا تو کہتا: یہ کپڑا میری لاٹھی میں اٹک گیا تھا، اور اُس شخص کو جہنم میں دیکھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے دو اُونٹ چُرائے تھے۔ امام ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۲] اسی کی ایک دوسری روایت، جس میں سورج گرہن کا ذکر ہے، میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر جہنم کو پیش کیا گیا، اگر میں اُسے تم سے دور

نہ کرتا تو تم پر چھا جاتی، میں نے تین اس میں افراد کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ایک لمبی کالی عورت جس کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، اُس نے اپنی بلی کو باندھ کر کھانا پانی نہ دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالیتی، یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی، پس یہ بلی اُس کے سامنے اور پیچھے سے اُسے نوچتی ہے۔۔ الخ"۔ الحدیث۔

امرؤالقیس بن حجر کندی، جاہلیت کا مشہور شاعر جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۴۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امرؤالقیس شعراء کا جھنڈا اُٹھائے اُنہیں جہنم کی طرف لے جانے والا ہوگا"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امرؤالقیس شعراء کو جہنم کی طرف لے جانے والا ہوگا، کیونکہ یہ سب سے پہلے اسی نے اس کے قوافی کو مستحکم کیا۔ ابو عروبہ نے اسے "کتاب الاوائل" میں اور ابن عساکر نے اسے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابو طالب نبی کریم ﷺ کے چچا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد:

[حدیث: ۱۴۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب ابو طالب کو ہوگا، ان کو آگ کے جوتے پہنچائے جائیں گے جس سے دماغ اُبلے گا"۔ امام مسلم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۶] ایک روایت میں ہے: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب ابو طالب کو ہوگا، ان کو آگ کے جوتے پہنچائے جائیں گے جس کی وجہ سے دماغ اُبلے گا"۔ امام احمد و مسلم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۷] "صحیح بخاری" کی روایت میں ہے: جن کی وجہ سے دماغ اُبلے گا۔

ان کا انتقال کفر پر ہوا اور یہی حق ہے۔ جبکہ بعض اہلِ علم کو اس بارے میں وہم ہوا، جیسا کہ امام مناوی نے "شرح جامع صغیر" میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۱۴۸] ایک روایت میں ہے: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب اُس شخص کو ہو گا، جس کے پاؤں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے اُس کا دماغ اُبلے گا"۔

ابولہب نبی کریم ﷺ کا چچا اور اس کی بیوی اُمِ جمیل جہنمی ہیں:

یہ اُمِ جمیل حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَّتۡ يَدَآ أَبِي لَهَبٖ وَتَبَّ ۝ مَآ أَغۡنَىٰ عَنۡهُ مَالُهُۥ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصۡلَىٰ نَارٗا ذَاتَ لَهَبٖ ۝ وَٱمۡرَأَتُهُۥ حَمَّالَةَ ٱلۡحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبۡلٞ مِّن مَّسَدِۭ ۝

[اللهب: ۱۱۱ (۱-۵)]

ترجمہ: "تباہ ہو جائیں، ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہے"۔

اُمیہ بن ابی الصلت جہنمی ہے:

وَٱتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَأَ ٱلَّذِيٓ ءَاتَيۡنَٰهُ ءَايَٰتِنَا فَٱنسَلَخَ مِنۡهَا فَأَتۡبَعَهُ ٱلشَّيۡطَٰنُ فَكَانَ مِنَ ٱلۡغَاوِينَ ۝

[الاعراف: ۷ (۱۷۵)]

ترجمہ: "اور اے محبوب! انہیں اس کا احوال سنایئے جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا"۔

[حدیث: ۱۴۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُمیہ بن ابی الصلت کی شاعری ایمان والی اور اُس کا دل کافر تھا"۔ امام ابن الانباری نے اسے "کتاب المصاحف" روایت کیا، خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

وہ لڑکا جہنمی ہے، جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ [الاعراف۷: (۱۷۵)]

ترجمہ: "اور وہ جو لڑکا تھا، اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھادے"۔

امام مسلم، ابوداود اور ترمذی نے اسے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا[17]۔

عمرو بن عامر خزاعی جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۰] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹا پھر رہا ہے، اس نے سب سے پہلے جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑا تھا"۔ امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس نے مکہ مکرمہ میں بتوں کی عبادت کو رائج کیا تھا اور اسے دین کی شکل دی تھی، بتوں کا تقرب پانے کے لیے اس نے لوگوں کو اِن بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی ترغیب

---

17 "خزائن العرفان" میں "تفسیر جمل" کے حوالہ سے نقل کیا: حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا امام سبکی نے فرمایا کہ حالِ باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے۔

دی، پھر یہ جانور جو چاہیں کریں جہاں چاہیں جائیں۔ بُحیرہ کا کان چیر کر اُسے چھوڑ دیتے تھے، نہ کوئی اُس کی سواری کرتا نہ دودھ دوہتا۔ عمرو بن عامر کو دعوتِ حق پہنچی تھی (مگر اس نے قبول نہ کی)۔

رہے وہ اہلِ فترت جنہیں عذاب نہیں دیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث کیے گئے نہ انہوں نے سیدِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "شرح جامع صغیر" میں ذکر کیا ہے۔

قوم ثمود میں اُونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنمی ہیں:

[حدیث: 151] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں دو بد بخت مردوں کا کے بارے میں نہ بتاؤں، قوم ثمود کا اُحَیْمِر جس نے اُونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اے علی! وہ جو تجھے نقصان پہنچائے گا، یہاں تک کہ تم اُس سے الگ ہو جاؤ گے"۔ یہ امام طبرانی کی روایت ہے، اور امام حاکم نے اسے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اُحَیْمِر، اَحمر کا اسمِ تصغیر ہے، اس کا نام قدار بن سالف تھا، اسے احمر اس لیے کہا جاتا تھا کہ اُس کا چہرہ سُرخ جبکہ آنکھیں نیلی تھیں، اسی نے اُونٹنی کو مارا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے اُن سے فرمایا تھا: ﴿نَاقَةَ اللهِ وَسُقْيٰهَا﴾، یعنی: اللہ کی اُونٹنی اور اس کی پینے کی باری سے بچو کہ کہیں تمہیں کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے۔

جس بد بخت نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، وہ عبد الرحمٰن بن ملجم تھا، اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے، اُس نے آپ رضی اللہ عنہ پر وار کیا، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی خون سے تر ہو گئی تھی۔

اس اُمت کا فرعون ابو جہل بن ہشام جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۲] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں کہا کہ ابو جہل اللہ کا دشمن، اس اُمت کا فرعون ہے، اُس کا نام عمرو بن ہشام تھا۔ غزوۂ بدر میں اللہ کا یہ دشمن کافر مارا گیا، معرکۂ بدر سن دو ہجری میں ہوا تھا۔ ابن عمرو بن جموح اور ابن عفراء دو انصاریوں نے اسے قتل کیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مُردہ دیکھا تو فرمایا: "اس اُمت کا فرعون مارا گیا"، انتہی۔

[حدیث: ۱۵۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کو ماں کے پیٹ میں ہی مسلمان بنایا تھا اور فرعون کو اُس کے ماں کے پیٹ میں کافر بنایا تھا"۔ امام ابن عدی وطبرانی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "جامع صغیر" میں ذکر کیا۔

[حدیث: ۱۵۴] حافظ ابو عیسیٰ ترمذی کی مسند میں عبد الواحد بن سلیم سے روایت ہے کہ میں مکہ آیا تو عطاء بن ابی رباح سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا: اے ابو محمد! اہل بصرہ تقدیر کے معاملہ پر گفتگو کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا! کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا: سورۂ زخرف پڑھو، میں نے پڑھنا شروع کیا: ﴿حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝﴾[18] فرمایا: اُم الکتاب کا معنی جانتے ہو؟ میں عرض کی: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش

18 الزخرف ۴۳: (۱-۴)۔

سے پہلے لکھی، اس میں یہ بھی لکھا کہ فرعون جہنمی ہے، اور اس میں یہ بھی لکھا: "تبت یدا ابی لہب"۔ اس میں "فرعون" سے مراد ابوجہل، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں "فرعون" کا ذکر ابولہب کے ساتھ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

[حدیث: ۱۵۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِس اُمت کا فرعون ابوجہل ہے"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں روایت کیا ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنوز الحقائق" میں ذکر کیا کہ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے فرعون کا معاملہ تو نصِ قرآنی کے مطابق وہ دریا میں غرق ہونے سے پہلے ایمان لے آیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○ [یونس: ۱۰ (۹۰)]	ترجمہ: "یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے نے آلیا بولا: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں"۔

لہٰذا اصل تو ایمان کا قبول ہونا ہے، پس جس نے قبولِ ایمان کی نفی کی، اُسے دلیل کی ضرورت ہے[19]۔ نیز اس کا ایمانِ یائس ہونا بھی ظاہر نہیں ہے، کیونکہ اس نے بنی

---

19 مُترجم عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف پر تا قیامِ قیامت اپنی رحمتوں کا نزول جاری رکھے۔ فرعون کے سلسلے میں مختار قول یہی ہے کہ وہ کافر ہے ایمان نہیں لایا تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ "خزائن العرفان" میں لکھا کہ فرعون نے یہ تمنائے قبولِ ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا، کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں، اگر حالتِ اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا، تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا، لیکن اس نے وقت کھو دیا، اس لیے اس سے یہ کہا گیا: ﴿آٰلْئٰنَ وَ

اسرائیل کے دریا میں داخل ہونے کے بعد اُن کی نجات کا معاینہ کر لیا تھا، پس اس اُمید پر ایمان لے آیا کہ اُن کے ساتھ شامل ہو جائے، لہٰذا یہ زندگی میں خواہش اور اُمید کے ساتھ ایمان لانا ہے نہ کہ ایمانِ یائس۔

نیز جو وارد ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام دریا کی مٹی لے کر فرعون کے منہ میں ڈالتے تھے کہ کہیں اُسے رحمت نہ مل جائے، تو یہ ثابت نہیں ہے، جیسا کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو بعید جانا اور کئی وجوہ سے اس کا رد کیا۔

[حدیث: ۱۵۶] امام ترمذی اس حدیث کو اپنی "جامع" میں روایت کرنے میں یوسف بن مہران از ابن عباس رضی اللہ عنہما متفرد ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ نے فرعون کو غرق فرمایا تو وہ بولا: ﴿قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ﴾ جبریل نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کاش آپ مجھے دیکھتے کہ میں دریا کی مٹی لے کر اُس کے منہ میں ڈال رہا تھا کہ کہیں اسے رحمت نہ مل جائے"۔ یہ حدیث حسن ہے۔

=

قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۝﴾ یعنی: "کیا اب (حالتِ اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی اُمید باقی نہیں رہی اُس وقت ایمان لاتا ہے) اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا"۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدعی بن گیا؟ اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ)

[حدیث: ۱۵۷] حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ جبریل نے فرعون کے منہ میں مٹی ڈالنا شروع کردی تھی اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ دے اور اللہ اس پر رحم فرمادے یا اس اندیشہ سے کہ کہیں اس پر اللہ رحم نہ کردے"۔ یہ حدیث غریب صحیح ہے، انتہی۔

اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ اس اندیشہ کے تحت مٹی ڈالنا کہ اللہ اُس پر رحم نہ کردے وغیرہ، اس چیز سے مانع نہیں کیونکہ رحمت کا نہ ملنا اس سے مانع نہیں کہ ایمان قبول نہیں ہوا ہو، جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے، نیز یہ محال ہے کہ جبریل وغیرہ کوئی اُس کی رحمت کو (کسی سے) روک سکے۔ ہماری اس بارے میں تحقیق کامل ہماری کتاب "شرح فصوص الحکم" میں ہے[20]۔

---

[20] فاضل عبد الحلیم لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ "نظم الدرر فی سلک شق القمر" میں فرعون سے متعلق لکھتے ہیں:
"تنبیہ: کچھ وجوہات کی بنا پر فرعون کا حال ابلیس سے بھی زیادہ بدتر ہے:
۱۔ فرعون نسل آدم علیہ السلام سے تھا، اس بزرگی کے باوجود اُس نے سرکشی کی اور اُلوہیّت وربوبیّت کا دعویٰ کیا، ابلیس جنات میں سے ہے اور جنات سے گناہ وسرکشی کا صدور کچھ بعید نہیں ہے۔
۲۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا، انہیں اپنے آپ سے حقیر جانا اور بولا: "میں اِس سے بہتر ہوں" جبکہ فرعون نے ربوبیّت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو معبودِ حقیقی سے بھی بڑا جانا۔
۳۔ ابلیس، لوگوں کو اس لیے بہکاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، انہیں یہ حکم نہیں دیتا ہے کہ وہ لوگ اِس (ابلیس) کی عبادت کریں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں عبادت کا مستحق نہیں ہوں، معبودِ حقیقی تو کوئی اور ذات ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ منقول ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں
=

خودکشی کرنے والا مجاہد جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۹۔۱۵۸] حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار میں مقابلہ ہوا اور نوبت زبردست کشت وخون تک پہنچی، یہاں تک کہ حضور علیہ السلام اور کفار اپنے لشکروں کی طرف لوٹ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، وہ جس پر بھی حملہ کرتا اسے اپنی تلوار سے مار کر ہی چھوڑتا، صحابہ کرام نے اس کے بارے میں کہا: آج اس جیسا جہاد کسی نے نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

=

آیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ علیہ السلام کی سفارش سے اُس کی توبہ مقبول ہو جائے۔ رہا فرعون تو وہ کہتا تھا: "میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں"، اسی طرح ملاّ علی قاری نے "شرح فقہِ اکبر" میں کہا ہے۔

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ شیخ محی الدّین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایمانِ فرعون کے قائل تھے، اُن کے مطابق فرعون غرق ہوتے وقت ایمان لے آیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی روح طاہر مطہر قبض کی تھی، جس میں کسی قسم کی گندگی (کفر و شرک) نہ تھی، اور اسلام تو پہلے کے اعمال کو ختم کر دیتا ہے، تو (بظاہر) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مجید کی آیات کی تفسیر میں یہی معانی بیان کیے ہیں، جیسا کہ آپ کی "فصوص الحکم" پڑھنے والے قاری پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ "فص موسوی" میں فرماتے ہیں: "یہی وہ ظاہر چیز ہے جو قرآن میں آئی ہے۔ پھر ہم اس (ایمانِ فرعون والی) بات کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اس لیے کہ عام لوگوں کے دلوں میں اُس کی شقاوت قرار پاچکی ہے حالانکہ ان لوگوں کے پاس اس بارے میں کوئی چیز استدلال کے قابل نہیں ہے" اھ۔ اس مراد کی وضاحت شارحین نے اپنی شروحات میں کر دی ہے لہٰذا تم اُن کی طرف رجوع کرو" انتہی۔

نیز امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "جد الممتار" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی "فتوحات مکیہ" میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ "فرعون ہمیشہ جہنم میں رہے گا"۔

نے فرمایا: لیکن وہ شخص جہنمی ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے: "صحابہ کرام نے کہا: اگر یہ شخص جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے کون جنتی ہے"! ایک صحابی نے کہا: میں مستقل اس شخص کے ساتھ رہوں گا (تاکہ جان سکوں کہ وہ کس سبب سے جہنمی ہو گا)، پس وہ صحابی اس کے ساتھ رہنے لگا، وہ شخص جہاں جہاں ٹھہرتا، یہ بھی ٹھہر جاتے، اگر وہ دوڑتا یہ بھی ڈورتے، بالآخر وہ شخص زخمی ہو گیا اور اس نے زخم کی تکلیف کی تاب نہ لا سکا تو تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور تلوار پر زور دے کر خودکشی کر لی، وہ صحابی اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی: جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اور لوگ اس خبر سے حیران ہوئے تھے، اُسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میں ان لوگوں کی حیرانی دور کر دوں گا، چنانچہ میں اس کا پیچھا کرتا رہا، جب وہ شخص بہت زخمی ہو گیا تو اس نے تلوار کا دستہ زمین پر رکھ کر اس کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور اس طرح تلوار اپنے سینے میں گھونپ کر خودکشی کر لی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کو جنتی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جہنمی ہوتے ہیں، اور کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں، جن کی وجہ سے لوگ ان کو جہنمی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جنتی ہوتے ہیں"۔ امام بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

یہ ہم نے اُن لوگوں کا ذکر کیا، جن کے بارے میں آیا کہ یہ قطعی جہنمی ہیں، نیز انہی میں حصر نہیں ہے۔

تنبیہ: بنی آدم کے علاوہ بھی کچھ دنیاوی چیزوں کے بارے میں آیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

عیر نامی پہاڑ جہنمی ہے:

یہ مشہور پہاڑ مدینہ کے مضافات میں مقامِ ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔ ہم اُحد پہاڑ کے ضمن میں اس سے متعلق حدیث ذکر کر آئے ہیں۔

[حدیث: ۱۶۰] جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُسے محبت کرتے ہیں، وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، اور یہ عیر ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابی عبس بن جبر سے روایت کیا۔

سمندر جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۶۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سمندر جہنمی ہے"۔ امام ابو مسلم اللجی نے اسے اپنی سُنن میں روایت کیا، جبکہ امام حاکم و بیہقی نے اسے یعلیٰ بن اُمیہ سے روایت کیا۔

سورج اور چاند جہنمی ہیں:

[حدیث: ۱۶۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورج اور چاند کونچیں کٹے ہوئے جہنم کے دو بیل ہیں، اگر اللہ نے چاہا تو انہیں اس سے نکال لے گا اور اگر چاہا تو اسی میں چھوڑ دے گا"۔ امام ابن مردویہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے یہ دونوں بیل کی صورت میں جہنم میں جائیں گے۔

مکھی جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۶۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہد کی مکھی کے سوا ساری مکھیاں

جہنمی ہیں"۔ امام بزار، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اسے حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

بخار جہنم کی گرمی ہے:

[حدیث: ۱۶۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخار جہنم کی گرمی سے ہے، پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو"۔ امام احمد و بخاری نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، نیز امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ سے اسے حضرت رافع بن جریج رضی اللہ عنہ روایت کیا، اس کے علاوہ امام بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۴] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کا زنگ ہے، جس مسلمان کو اس سے کچھ پہنچتا ہے تو وہ جہنم سے اُس کا حصہ ہوتا ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۵] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کے زنگوں میں سے ایک زنگ ہے، اسے ٹھنڈے پانی سے اپنے سے دور کرو"۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۶] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کا زنگ ہے اور یہ مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۷] ایک روایت میں ہے: "بخار میری اُمت کا جہنم سے حصہ ہے"۔ امام طبرانی نے اسے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۸] ایک روایت میں ہے: "بخار، مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے"۔

امام بزار نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

کسریٰ وقیصر کا تخت جہنم کا ایندھن ہے:

[حدیث: ۱۶۹] اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کھجور کے پتوں کا بنا ہوا تھا، جس پر کالی چادر چڑھی ہوئی تھی، ہم نے اُس کے کنارے کھجور کے پتوں سے بنائے تھے، ایک دن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما گھر میں آئے تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس بستر پر آرام فرما ہیں، حضور علیہ السلام نے جب انہیں دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ پشتِ مبارک پر بستر کا نشان آگیا ہے، ان دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کے بستر کا کھردرا پن تو آپ کو تکلیف دے اور یہ قیصر وکسریٰ دیباج وریشم کے بستروں پر آرام کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کہو، کہ بے شک کسریٰ وقیصر کا بستر جہنم کا ایندھن ہوگا اور بے شک میرے اس بستر اور چارپائی کا ٹھکانہ جنت ہوگا"۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے بروایت ماضی بن محمد روایت کیا۔

[حدیث: ۱۷۰] اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت کا شانہ اقدس پر آئی، اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا جو چمڑے کا دُہرا کیا ہوا ٹکڑا تھا، وہ واپس اپنے گھر گئی اور مجھے ایک بستر بھیجا، جس میں اُون بھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول! فلانی انصاری عورت مجھ سے ملنے آئی تھی، اُس نے آپ کا بستر دیکھا اور گھر واپس جا کر مجھے یہ بھجوایا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! یہ واپس کر دو، اس لیے کہ اگر میں چاہوں تو اللہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا دے۔ امام بیہقی نے

اسے بروایتِ عباد بن عباد المہلبی از مجالد بن سعید روایت کیا۔ ان مذکورہ چیزوں کے علاوہ بھی اور بہت سی چیزوں کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں، ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور اپنے فضل سے سیدھے راستے کی رہنمائی کرنے والا ہے، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی جمع وترتیب کام بروز ہفتہ، ۲۳ر صفر المظفر ۱۰۸۹ ہجری مکمل ہوا[21]۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ، آمِیْن

رسالہ ختم ہوا۔

کتاب کے آخر میں لکھا ہے:

"شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصالِ ثواب کریں"۔

21 مخطوط میں ہے: "اس کی جمع وترتیب کام بروز بدھ، ۰۲ر ذوالقعدہ، ۱۰۶۹ ہجری مکمل ہوا"۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دار الافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دار الافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نمازِ عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا

١٠ - سلسلة مطبوعات أحمد خيري

لمعات الأنوار

في المقطوع لهم بالجنة . والمقطوع لهم بالنار

تأليف

المحدث الفقيه الشيخ عبد الغني بن إسماعيل النابلسي

المتوفى سنة ١١٤٣ هـ عن ٩٣ سنة

الطبعة الأولى

سنة ١٣٧٢ هـ

مطبعة السعادة بمصر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى جعل الآخرة دار القرار ، وأشهد أن لا إله إلا الله الواحد القهار ، وأشهد أن سيدنا محمداً عبده ورسوله سيد الأبرار ، اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله وصحبه صلاة تنجينا بها من هموم الدنيا وسؤال القبر وأهوال القيامة وعذاب النار .

وبعد : — فهذا كتاب لمعان الأنوار ، فى المقطوع لهم بالجنة ، والمقطوع لهم بالنار ، للمحدث الفقيه والشاعر النبيه ، سيدى عبد الغنى النابلسى الحنفى المولود بدمشق فى خامس ذى الحجة سنة ١٠٥٠ والمتوفى فى عصر يوم الأحد الرابع والعشرين من شعبان سنة ١١٤٣ وجهز يوم الاثنين ٢٥ منه ، ودفن فى الصالحية وهى قرية فى سفح جبل قاسيون الواقع شمال دمشق — والذى بلغ عدد ما أحصيته من مؤلفاته ٢٢٣ وقد طبعت هذا الكتاب بإشارة أستاذنا الكوثرى المنتقل إلى الدار الآخرة بعد عصر يوم الأحد ١٩ من ذى القعدة سنة ١٣٧١ رضى الله عنه وأرضاه ، وأعلا فى الجنة منزلته وأكرم مثواه .

وقد قسم المؤلف كتابه إلى مقدمة وثلاثة فصول ، أولها : بمثابة تمهيد ، والثانى : فى المقطوع لهم بالجنة ، والثالث : فى المقطوع لهم بالنار .

وقد علقت على بعض مواضع فى الكتاب — على أن أهم ما علقته هو تعقب المؤلف رضى الله عنه فى حديث الجمل ص ٣٤ لما فيه من معنى تسييب النعم وهو مما أبطله الإسلام وكذا ما ذكره خاصاً بأبى طالب رضى الله عنه فى ص ٣٦ وما ذكره عن فرعون فى ص ٣٩ — ٤١ .

والمصنف رضى الله عنه يتابع فى نجاة فرعون بعض من سبقه من الصوفية ومع ملاحظة أن كلام السابق قد يؤول على غير ظاهره ، فإنه على فرض أن المراد

هو الظاهر فإنه لا يرد صريح القرآن ويلاحظ أن الاحتجاج بما تشعر به سورة هود من أن فرعون يورد قومه ولكنه لا يدخل النار وأن آية غافر تنص على إدخال آل فرعون لا فرعون نفسه — هذا الاحتجاج بما يراد تأويله من مفهوم هاتين الآيتين لا يصح أمام نص سورة القصص الصريح فى أن فرعون وقومه هالكون ملعونون وأنهم يوم القيامة من المقبوحين والمقبوح لا يكون من الناجين .

وكنت أود المصنف رضى الله عنه ، وقد وسعه القول بنجاة فرعون أن يسعه أيضاً القول بنجاة أبى طالب أو على الأقل كان يمسك عن ذكره تأدباً مع النبى صلى الله عليه وسلم خصوصاً وأن المصنف يعترف بأنه لم يذكر من ذكر على سبيل الحصر .

فإن قيل : فما الحكم فى أبى لهب أيمسك عنه تأدباً أيضاً ، قلنا : إن الفرق بين الأخوين ظاهر ، فهذا حارب الله ورسوله ، وكذب النبى صلى الله عليه وسلم وآذاه ، وأما أبو طالب : فقد حارب مع الله ورسوله ، ودخل معه الشعب ودافع عن النبى صلى الله عليه وسلم ، فلم تنل منه قريش إلا بعد موت أبى طالب ، وجزاء مثل هذا الرجل يكون بالإمساك عنه وترك أمره إلى الله . هذا لمن لا يريد أن يعتقد بإسلامه وليس ينقص من دين المسلم شيئاً إذا اعتقد نجاة أبى طالب ولكن ينقص أدبه ومروءته إذا تعرض لهذه المسألة الدقيقة الشائكة غير مُبَالٍ بشعور النبى صلى الله عليه وسلم ، وتألمه لعمه وكافله وناصره .

وأخيراً أقول : إن كلمة المقالين الواردة فى ص ٣ صوابها المتألين بالتاء المثناة من فوق ، والحديث ويل للمتألين : جمع متألى وهو الحالف ، فى المختار تألى بتشديد اللام حلف ومع أن هذه الكلمة سترد فى جدول التصويبات إلا أن الإنصاف يقتضى أن أقول : إن المطبعة ليست بمسئولة عنها وإنها فاتتنى ثم أرشدنى إلى الصواب أستاذنا الكوثرى رضى الله عنه ، والله سبحانه وتعالى يغفر لى ولوالدى والمؤمنين والمؤمنات وصلى الله على سيد السادات ، وعلى آله وأصحابه أهل الخير والبركات ؟

تحريراً فى روضة خيرى باشا ، فى ثالث المحرم سنة ١٣٧٢ — أحمد خيرى

الفهرس

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الجنة دار القرار ؛ وخلق لها أهلا ووفقهم لأعمالها من المؤمنين الأخيار؛ وجعل النار دار البوار، وخلق لها أهلا خذلهم بها من الأشقياء والأشرار؛ وأخفى الفريقين فى الناس فلا يعرفون بأعيانهم سوى المنصوص عليهم فى صحيح الأخبار .

والصلاة والسلام على سيدنا محمد ترجمان حضرة القديم تعالى فى بيان أوصاف أهل الجنة وأهل النار؛ وعلى آله وأصحابه وأتباعه وأنصاره وأحزابه السادة الأئمة الأبرار .

أما بعد : فيقول سيدنا ومولانا ، العالم العلامة ، الحبر البحر العمدة الفهامة ، محرر الفروع والأصول ، والجامع بين المعقول والمنقول ، العارف بالله تعالى سيدى الشيخ عبد الغنى ابن النابلسى أخذ الله بيده ، وأمده بمدده ، ونفعنا ببركاته ، وأعاد علينا وعلى المسلمين من صالح دعواته : لم أجد أحداً اعتنى بجمع الأشخاص المقطوع لهم بدخول الجنة دار الإقامة ، والأشخاص المقطوع لهم بدخول النار فى يوم القيامة على حسب ما جاءت به الأخبار ، ووردت به نصوص الشريعة المطهرة عن النبى المختار ، فشرعت فى بيان ذلك بحسب الإمكان ، وبالله المستعان . وقد اقتصر علماء الكلام فى كتبهم على ذكر العشرة المبشرين بالجنة لورودهم فى حديث واحد عند أهل السنة ، مع أن المبشرين بالجنة أكثر من ذلك كما فى هذه العجالة « لمعان الأنوار فى المقطوع لهم بالجنة ، والمقطوع لهم بالنار . والله ولى التوفيق و بيده أزمة الهداية إلى أقوم طريق . وقد فصلناها على ثلاثة فصول ليحصل بها بيان المقصود أتم حصول .

الفصل الأول

اعلم أن الجنة والنار حق ، خلقهما الله الآن لإظهار فضله وعدله ، وخلق لهذه أهلا ، ولهذه أهلا ؛ وأهل الجنة يعملون بعمل أهل الجنة حتى يدخلونها وقد يسبق عليهم الكتاب فيعملون بعمل أهل النار فيدخلون النار ؛ وأهل النار يعملون بعمل أهل النار فيدخلون النار وقد يسبق عليهم الكتاب فيعملون بعمل أهل الجنة فيدخلون الجنة ، كما ورد في الحديث عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوماً ، ثم يكون علقة مثل ذلك ، ثم يكون مضغة مثل ذلك ، ثم يبعث الله إليه ملكاً ويؤمر بأربع كلمات ويقال اكتب : عمله ، ورزقه ، وأجله ، وشقي أو سعيد ، ثم ينفخ فيه الروح . فإن الرجل منكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل النار فيدخل النار ؛ وإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخل الجنة » . رواه البخاري ، ومسلم ، وأبو داود ، والترمذي ، والنسائي ، وابن ماجه .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أما بعد : فإن الدنيا خضرة حلوة ، وإن الله مستخلفكم فيها فناظر كيف تعملون ؛ فاتقوا الدنيا ، واتقوا النساء فإن أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء . ألا إن بني آدم خلقوا على طبقات شتى ، منهم من يولد مؤمنا ؛ ويحيى مؤمناً ويموت مؤمناً ؛ ومنهم من يولد كافراً ويحيى كافراً ويموت كافراً ، ومنهم من يولد مؤمناً ، ويحيى مؤمناً ويموت كافراً ، ومنهم من يولد كافراً ويحيى كافراً ويموت مؤمناً إلى آخر الحديث » . رواه الإمام أحمد ، والترمذي ، والحاكم ، والبيهقي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الرجل ليعمل عمل أهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من أهل النار ، و إن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة » . رواه البخارى ، ومسلم عن سهل الساعدى . وزاده البخارى فى روايته : « و إنما الأعمال بخواتيمها . إن الرجل ليعمل الزمن الطويل بعمل أهل الجنة ، و ان الرجل ليعمل الزمن الطويل بعمل أهل النار . » .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « كم من عاقل عقل عن الله أمره وهو حقير عند الناس ذميم المنظر ينجو غداً ؛ وكم من ظريف الثياب جميل المنظر عظيم الشأن هالك غداً فى القيامة . » . رواه البيهقى ، عن ابن عمر رضى الله عنهما .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « كم من أصابه سلاح ليس بشهيد ولا حميد ؛ وكم من قد مات على فراشه حتف أنفه عندالله صديق شهيد. » . رواه أبو نعيم فى الحلية ، عن أبى ذر رضى الله عنه .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «ويل للمتألين من أمتى الذين يقولون فلان فى الجنة وفلان فى النار . » . رواه البخارى فى التاريخ عن جعفر العبدى مرسلا .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لا تعجبوا بعمل عامل حتى تنظروا بم يختم له . » . رواه الطبرانى ، عن أبى أمامة رضى الله عنه .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لأعلمن أقواما من أمتى يأتون يوم القيامة بأعمال أمثال جبال تهامة بيضاء فيجعلها الله هباء منثورا — قال ثوبان يارسول الله — : صفهم لنا جلهم لئلا نكون منهم ونحن لا نعلم — قال : أما إنهم إخوانكم ومن جلدتكم ويأخذون من الليل كما تأخذون ، ولكنهم أقوام إذا دخلوا [1] بمحارم الله انتهكوها » . رواه ابن ماجه ، عن ثوبان رضى الله عنه ورواته

(١) هكذا الأصل من الدخول وفى سنن ابن ماجه خلوا بدون الدال من الخلو انظر ص ٥٦١ من الجزء الثانى الطبعة التازية بمصر . خيرى

ثقات، وإنما ورد هذا لأنه في نفس الأمر كذلك في حق النادر ممن يعمل بعمل أهل الجنة وبعمل أهل النار حتى لا يطمئن أحد إلى الحال الذي هو فيه ، فلا يأمن أهل الخير من الشر، ولا ييأس أهل الشر من الخير على سبيل القطع في أنفسهم ولا في غيرهم . وإن كان الأصل المحقق بقي ما كان على ما كان وما عداه احتمال والله على كل شيء قدير .

ولأن العلامات المقتضية دخول الجنة لمن مات عليها قد يدخلها المكر والغرور وتكون باطلة في نفس الأمر بما يعلمه الله تعالى ؛ وكذلك العلامات المقتضية دخول النار كما ورد في حديث مسلم ، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : « إن أول الناس يقضى يوم القيامة عليه رجل استشهد فأتى به فعرّفه نعمه فعرفها فقال فما عملت فيها؟ قال: قاتلت فيها(1) حتى استشهدت . قال : كذبت ولكنك قاتلت لأن يقال جريء فقد قيل ؛ ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقى في النار ؛ ورجل تعلم العلم وعلمه وقرأ القرآن فأتى به فعرّفه نعمه فعرفها قال فما عملت فيها ؟ قال : تعلمت العلم وعلمته وقرأت فيك القرآن . قال : كذبت بل تعلمت ليقال عالم ، وقرأت القرآن ليقال قارىء فقد قيل ؛ ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقى في النار ؛ ورجل وسع الله عليه وأعطاه من أصناف المال فأتى به فعرّفه نعمه فعرفها قال فماذا عملت فيها ؟ قال : ما تركت من سبيل تحب أن ينفق فيها لك . قال : فعلت ليقال هو جواد فقيل ثم أمر به فسحب على وجهه حتى ألقى في النار . » .

وروى أبو داود بإسناده إلى أبي هريرة رضي الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: « كان في بني إسرائيل رجلان متواخيان(2) أحدهما مذنب

---

(1) هكذا بالأصل فيها ورواية الصحيح فيك بالكاف انظر ص ٤٧ من الجزء السادس العامرة سنة ١٣٣٢ والحديث هنا في ألفاظه بعض خلاف عن الصحيح .

(2) هكذا الأصل (متواخيان) بالألف — وفي سنن أبي داود متواخيين بالياء انظر ج — ٢ — ص ١٩٥ الطبعة الكاستلية سنة ١٢٨٠ . خيرى

والآخر فى العبادة مجتهد ، فكان المجتهد لا يزال يرى الآخر على ذنب فيقول : أقصر . فوجده يوماً على ذنب فقال : أقصر . فقال : خلنى وربى ، أبعثت على رقيباً : فقال له : والله لا يغفر لك أو قال لا يدخلك الجنة . فقبض الله عز وجل أرواحهما فاجتمعا عند رب العالمين . فقال الرب تعالى للمجتهد : « أكنت على ما فى يدى قادرا ؟ وقال للمذنب : اذهب فادخل الجنة برحمتى . وقال للآخر اذهبوا به إلى النار » فقال أبو هريرة رضى الله عنه تكلم والله بكلمة أو بقت دنياه وآخرته . فيلزم من هذا انتفاء القطع فى أحد بعينه أنه من أهل الجنة ولا بد ، أو من أهل النار ولا بد . ولهذا نقل فى كتاب الحاوى القدسى وغيره . وفى معين المفتى قال : من قطع لأحد من أئمة الهدى بالجنة كأبى حنيفة ومالك ، والشافعى فقد أخطأ ، وكذا الجنيد ، وأبو يزيد والشبلى ونحوهم من الصالحين انتهى .

فالأدب الواجب على كل مكلف أن يكل أمر الكل إلى الله تعالى مع تحسين الظن بالله تعالى ، وأن يعلم كما أنعم على المحسنين بالإحسان فى الدنيا أنه أماتهم على ذلك ؛ ويبقى فى أمر نفسه بين الخوف والرجاء ، ويعمل الصالحات ويتحقق أن الله تعالى لا يضيع أجر من أحسن عملا : ولقد كان الشيخ الإمام أبو بكر الموصلى رحمه الله تعالى كثيراً ما ينشد : —

والذى قد منّ بالإ يمان يثلج فى فؤادى
ما كان يختم بالإسا ءة وهو بالإحسان بادى

والتسليم لأمر الله تعالى هو الأسلم فإنه أدرى بأحوال عباده وأعلم . ولله در القائل : —

إطاعته فرض تلطف أوجفا(١) ومشربه عذب تكدر أوصفا

(١) قوله جفا فيه نظر وفى آخر الحديث القدسى ولست برب يجفو — والجفاء لا ينسب إلى الله تعالى ولعل مراد الناظم هنا أنه نقيض اللطف أو لعله من باب قول البعض فى العشق الإلهى جفاه بمعنى هجره ضد واصله . خيرى

وكَلْتُ إلى المحبوب أمرى كله   فإن شاء أحيانى وإن شاء آتلفا

وأمقوله صلى الله عليه وسلم : «مامن أمة إلا وبعضها فى النار و بعضها فى الجنة إلا أمتى فإنها كلها فى الجنة .» . رواه الخطيب البغدادى عن ابن عمر رضى الله عنهما فقد قال المناوى فى شرح هذا الحديث : أراد بأمته هنا من اقتدى به كما ينبغى اختصاصهم من بين الأمم بعناية الله ورحمته ، و إلا فبعض أهل الكبائر يعذب قطعاً . انتهى

وقد يقال : إن أمته الموحدين لما كان حملة النار عليهم كحر الحمام كانوا كأنهم فى الجنة و إن دخلوا النار .

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إنما حرجهم على أمتى كحر الحمام» رواه الطبرانى فى الأوسط عن أبى بكر الصديق رضى الله عنه

الفصل الثانى

اعلم أن المقطوع لهم بأنهم يدخلون الجنة فى يوم القيامة كثيرون . أولهم الملائكة عليهم السلام كما قال الله تعالى فى حق أهل الجنة : (والملائكة يدخلون عليهم من كل باب) وكذلك الأنبياء عليهم الصلاة والسلام لثبوت عصمتهم عليهم الصلاة والسلام بخصوص كل ملك من الملائكة ، وكل نبى من الأنبياء عليهم السلام لثبوت عصمتهم كلهم ممايناف ذلك[1] . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «ألا أخبركم برجالكم من أهل الجنة النبى فى الجنة ، والشهيد فى الجنة ، والصديق فى الجنة ، والمولود فى الجنة والرجل يزور أخاه فى ناحية القصد[2] فى الله فى الجنة . ألا أخبركم بنسائكم من أهل

(١) هكذا الأصل ولعل الصواب بزيادة (غير) فتكون ممايناف غير ذلك أى أن الأنبياء بعصمتهم فى حكم الملائكة الذين نصت الآية على دخولهم الجنة والتى يتنافى مفهوم مهامع غير ماذكر .

(٢) هكذا الأصل القصد بالقاف والدال والحديث ورد مكرراً ثلاث مرات فى مجمع الزوائد ج ـ ٤ ـ ص ٣١٢ طبعة القدسى سنة ١٣٥٣ ووردت الكلمة فى المرات الثلاث (المصر) بالميم والصاد والراء والأحاديث الثلاثة فى أولها من لا يصح حديثه وفى ثانيها متروك وفى ثالثها كذاب

الجنة : الودود الولود العود[1] التي إذا ظلمت قالت : هذه يدي في يدك لا أذوق غمضاً حتى ترضى » . رواه الدارقطني في الأفراد ، والطبراني عن كعب بن عجرة رضي الله عنه

وقال النبي صلى الله عليه وسلم : « النبي في الجنة ، والشهيد في الجنة ، والمولود في الجنة والوليد في الجنة » . رواه الإمام أحمد ، وأبوداود عن رجل صحابي وإسناده حسن .

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « النبيون والمرسلون سادة أهل الجنة ، والشهداء قواد أهل الجنة ، وحملة القرآن عرفاء أهل الجنة . » . رواه أبونعيم في الحلية ، عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وكذلك يدخل الجنة كل مؤمن وكل مؤمنة على العموم من غير تخصيص أحد بعينه إلا من ورد فيهم التخصص ممن سنذكرهم . وقد ورد من حيث العموم أشياء كثيرة قال صلى الله عليه وسلم : « أهل الجنة عشرون ومائة صنف . ثمانون من هذه الأمة ، وأربعون من سائر الأمم » . رواه الإمام أحمد ، والترمذي ، وابن ماجه ، وابن حبان ، والحاكم عن بريدة رضي الله عنه . ورواه الطبراني ، عن ابن عباس ، وعن ابن مسعود ، وعن أبي موسى رضي الله عنهم .

وقال صلى الله عليه وسلم : « أهل القرآن عرفاء أهل الجنة » رواه الحكيم الترمذي ، عن أبي أمامة .

وأما أطفال المؤمنين فكلهم مقطوع لهم بالجنة إذا ماتوا قبل البلوغ . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أطفال المؤمنين في جبل في الجنة يكفلهم إبراهيم وسارة حتى يردوهم إلى آبائهم يوم القيامة » . رواه الإمام أحمد ، والحاكم ، والبيهقي في كتاب البعث عن أبي هريرة رضي الله عنه .

وكذلك أطفال المشركين الذين ماتوا قبل البلوغ فإنهم خدم أهل الجنة .

---

(١) لم ترد كلمة العود هذه في الروايات الثلاث للحديث في مجمع الزوائد — خيري

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أطفال المشركين خدم أهل الجنة. » . رواه الطبرانى فى الأوسط عن أنس ، ورواه القضاعى عن سلمان موقوفا .

وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « سألت ربى فأعطانى أولاد المشركين خدماً لأهل الجنة وذلك لأنهم لم يدركوا ما أدرك آباؤهم من الشرك ، أولا منهم فى الميثاق الأول. ». رواه أبو الحسن بن مله فى أماليه عن أنس .

وأما البالغون من المؤمنين الذين ورد التنصيص عليهم بأسمائهم وأعيانهم فكثيرون منهم : العشرة من الصحابة رضى الله عنهم كما روى الترمذى ، وابن حبان من حديث عبد الرحمن بن عوف رضى الله عنه ، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال : أبو بكر فى الجنة ، وعمر فى الجنة ، وعثمان فى الجنة ، وعلى فى الجنة ، وطلحة فى الجنة ، والزبير فى الجنة ، وعبد الرحمن بن عوف فى الجنة ، وأبو عبيدة بن الجراح فى الجنة » .

وذكر الأسيوطى فى كتاب « اللمع فى أسباب الحديث » قال : أخرج ابن عساكر عن زيد بن زيد قل : سمعت أبا بكر الصديق رضى الله عنه يقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم : « ليتنى رأيت رجلاً من أهل الجنة ؟ قال : فأنا من أهل الجنة ، قال : ليس عليك أسأل قد عرفت أنك من أهل الجنة . قال : فأنا من أهل الجنة ، وأنت من أهل الجنة ، وعمر من أهل الجنة ، وعثمان من أهل الجنة وعلى من أهل الجنة ، وطلحة من أهل الجنة ، والزبير من أهل الجنة ، وعبد الرحمن ابن عوف من أهل الجنة ، وسعد من أهل الجنة ولو شئت أن أسمى العاشر لسميته» .

وفى « الجامع الصغير » للأسيوطى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « عشرة فى الجنة : النبى فى الجنة ، وأبو بكر فى الجنة ، وعمر فى الجنة ، وعثمان فى الجنة ، وعلى فى الجنة ، وطلحة فى الجنة ، والزبير بن العوام فى الجنة ، وسعد بن مالك فى الجنة. » . رواه الإمام أحمد ، وأبو داود ، وابن ماجه ، عن سعيد بن زيد . ومن المقطوع لهم بالجنة .

(الحسن ، والحسين ، وفاطمة أمهما ، وخديجة بنت خويلد) زوجة النبي صلى الله عليه وسلم ، رواه النسائي . عن حذيفة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « هذا الملك من الملائكة استأذن ربه ليسلم عليّ و بشرني أن حسناً وحسيناً سيدا شباب أهل الجنة ، وأمهما سيدة نساء الجنة »

وفي خبر النسائي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد .

وفي رواية جابر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رأيت خديجة على نهر من أنهار الجنة في بيت من قصب لا لغو ولا نصب » . رواه الطبراني ، و إسناده صحيح .

وفي رواية أبي سعيد الخدري قال : قال رسول صلى الله عليه وسلم : « الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة » رواه الإمام أحمد ، والترمذي ، ورواه الطبراني عن عمر ، وعن علي ، وعن جابر ، وعن أبي هريرة ، ورواه ابن عدي ، عن ابن مسعود

وفي رواية ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة وأبوهما خير منهما » . رواه ابن ماجه ، والحاكم.

وفي رواية أبي سعيد الخدري قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة ، إلا ابني الخالة عيسى بن مريم ، ويحيى بن زكريا وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة ، إلا ما كان من مريم بنت عمران. » . رواه الإمام أحمد ، وأبو يعلى ، وابن حبان ، والطبراني والحاكم .

وقال رسول الله صلى الله عليه : « أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد ، ومريم بنت عمران ، وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون » رواه الإمام أحمد ، والطبراني ، والحاكم ، عن ابن عباس رضي الله عنهما . فعلم من هذا أيضاً أن مريم بنت عمران ، وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون ممن يقطع لهما

بالجنة أيضاً . وكذلك أخت موسى عليه السلام كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الله زوجنى فى الجنة مريم بنت عمران ، وامرأة فرعون ، وأخت موسى » . رواه الطبرانى عن سعد بن جنادة .

ومن المقطوع لهم بالجنة (عائشة) زوجة النبى صلى الله عليه وسلم بنت أبى بكر الصديق رضى الله عنه . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « عائشة زوجتى فى الجنة » رواه ابن سعد ، عن مسلم البطين مرسلا .

ومنهم : (حفصة) زوجة النبى صلى الله عليه وسلم بنت عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « قال لى جبريل راجع حفصة فإنها صوامة قوامة وأنها زوجتك فى الجنة . » رواه الحاكم عن أنس ، وعن قيس ابن زيد . وكان النبى صلى الله عليه وسلم طلقها فراجعها .

ومنهم : (أم أيمن بركة الحبشية) حاضنة النبى صلى الله عليه وسلم ورثها من أبيه وزوجها من حبه زيد بن حارثة فولدت أسامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « من سره أن يتزوج امرأة من أهل الجنة فليتزوج أم أيمن . » . رواه ابن سعد ، عن سفيان بن عقبة مرسلا .

ومنهم : (بلال) المؤذن رضى الله عنه . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه ؟ قالوا : هذا بلال ؛ ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماهذه ؟ قالوا : الغميصاء بنت ملحان » . رواه عبد الله بن حميد عن أنس — والطيالسى عن جابر — والغميصاء بغين معجمة وصاد مهملة ويقال : الرميصاء امرأة أبى طلحة أم سليم ، بضم ففتح بنت ملحان بكسر الميم وسكون اللام وبالمهملة ونون — ابن خالد الأنصارية واسمها نبلة أو رملة[1] أو سهلة أو رمثة[1] أو مليكة أو بهية من الصحابيات الفاضلات فهما ممن يقطع لهما بالجنة وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دخلت الجنة فسمعت خشفة

(١) فى الاستيعاب طبع الهند سنة ١٣٣٦ — رميلة — ورميثة بالتصغير فيهما — خيرى.

بين يدى قلت ما هذه الخشفة ؟ فقيل هذا بلال يمشى أمامك » . رواه الطبرانى وابن عدى ، عن أبى أمامه . وفى رواية : « دخلت الجنة ليلة أسرى بى فسمعت فى جانبها وَجْساً فقلت ياجبريل ماهذا ؟ قال هذا بلال المؤذن » . رواه الإمام أحمد ، وأبو يعلى ، عن ابن عباس . وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فسمعت خشفة بين يدى فقلت ما هذه الخشفة ؟ فقيل الغميصاء بنت ملحان » . رواه الإمام أحمد ، ومسلم ، والنسائى عن أنس .

ومنهم : (زيد بن عمرو) بن نفيل بن عبد العزى بن رباح وهو ابن عم عمر بن الخطاب بن نفيل ؛ وزيد هذا والد سعيد بن زيد أحد العشرة المشهود لهم بالجنة كما مر . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فرأيت زيد بن عمرو بن نفيل درجتين » . رواه ابن عساكر ، عن عائشة رضى الله عنها . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « غفر الله عز وجل لزيد بن عمرو ورحمه فانه مات على دين إبراهيم » . رواه ابن سعد فى طبقاته ، عن سعيد بن المسيب مرسلا .

ومنهم : (حارثة بن النعمان) الأنصارى البدرى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فسمعت فيها قراءة فقلت من هذا ؟ قالوا حارثة بن النعمان كذا لكم البر . كذا لكم البر » رواه النسائى والحاكم عن عائشة رضى الله عنها .

ومنهم : (زيد بن حارثة) بن شراحيل الكلبى مولى النبى صلى الله عليه وسلم وحبه وأبو حبه قال عليه الصلاة والسلام : « دخلت الجنة واستقبلتنى جارية شابة فقلت لمن أنت ؟ قالت لزيد بن حارثة » ، رواه الرويانى والضياء المقدسى عن بريدة .

ومنهم : (جعفر بن أبى طالب) و (حمزة بن عبد المطلب) عم النبى صلى الله عليه وسلم ، قال عليه الصلاة والسلام : « دخلت الجنة البارحة فنظرت فيها فإذا

جعفر يطير مع الملائكة، و إذا حمزة متكىء على سرير » . رواه الطبراني ، وابن عدى والحاكم ، عن ابن عباس . وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فإذا جارية ادماء لعساء فقلت ما هذه ياجبريل ؟ فقال إن الله تعالى عرف شهوة جعفر بن أبى طالب للأدم اللعس فخلق له هذه» . رواه جعفر بن أحمد التيمى فى فضائل جعفر ، والرافعى فى تاريخه عن عبد الله بن جعفر ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رأيت الملائكة تغسل حمزة بن عبد المطلب ، وحنظلة ابن الراهب » . رواه الطبرانى عن ابن عباس رضى الله عنهما ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رأيت جعفر بن أبى طالب ملكا يطير فى الجنة مع الملائكة بجناحين » ، رواه الترمذى ، والحاكم ، عن أبى هريرة .

ومنهم (نعيم) بضم النون وفتح العين المهملة القرشى العدوى صحابى قديم جليل استشهد باليرموك ، أو بأجنادين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعيم » رواه ابن سعد ، عن أبى بكر العدوى ، والنحمة بفتح النون وسكون الحاء المهملة الصوت أو النحنحة .

ومنهم : (عمار بن ياسر) بدليل قول النبى صلى الله عليه وسلم : « دم عمار ولحمه حرام على النار أن تأكله وتمسه » . رواه ابن عساكر ، عن على رضى الله عنه وإذا لم يدخل النار فإنه يدخل الجنة قطعاً .

ومنهم : (سلمان الفارسى) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الجنة لتشتاق إلى ثلاثة على ، وعمار، وسلمان » . رواه الترمذى عن أنس وقال: حديث حسن ، ذكره النووى فى تهذيب الأسماء واللغات فى ترجمة سلمان الفارسى.

ومنهم : (عبدالله بن سلام) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «عبدالله بن سلام عاشر عشرة فى الجنة » . رواه الإمام أحمد ، والطبرانى ، والحاكم ، عن معاذ

ابن جبل ، وفى صحيحى البخارى، ومسلم، عن سعد بن أبى وقاص رضى الله عنه قال ماسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : « لحى يمشى على الأرض إنه من أهل الجنة إلا لعبد الله بن سلام » .

ومنهم : (عمرو بن الجموح) بفتح الجيم ابن زيد بن حرام بالحاء المهملة كما ذكره النووى فى « تهذيب الأسماء واللغات » قال: ورووا أن النبى صلى الله عليه وسلم قال فيه حين استشهد : « لقد رأيته فى الجنة » . وكان استشهد يوم أحد

ومنهم : (عبد الله بن عمر) بن الخطاب و (سعد بن معاذ) و (أبى بن كعب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « شباب أهل الجنة خمسة: حسن ، وحسين ، وابن عمر ، وسعد بن معاذ ، وأبى بن كعب » . رواه الديلمى فى مسند الفردوس عن أنس .

ومنهم : (عُكاشة بن محصن الأسدى) كما روى البخارى ، ومسلم عن ابن عباس رضى الله عنهما فى الحديث الطويل أن النبى صلى الله عليه وسلم عرضت عليه الأمم فرأى سواداً عظيما فقيل له هذه أمتك ومعهم سبعون ألفاً يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب، ثم فسرهم النبى صلى الله عليه وسلم فقال : « هم الذين لا يرقون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون . فقال عكاشة بن محصن: ادع الله أن يجعلنى منهم قال : أنت منهم . فقام رجل آخر فقال ادع الله أن يجعلنى منهم . فقال : سبقك بها عكاشة » .

ومنهم : (جهينة) بضم الجيم وفتح الهاء اسم قبيلة تسمى بها رجل يعرفه النبى صلى الله عليه وسلم حيث قال عليه الصلاة والسلام : « آخر من يدخل الجنة رجل يقال له جهينة فيقول أهل الجنة عند جهينة الخبر اليقين » . رواه الخطيب

البغدادى فى كتابه ، ورواه مالك[1] بن أنس ، عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما .

ومنهم : (أبو سفيان بن الحارث) ابن عم النبى صلى الله عليه وسلم وأخوه من الرضاعة ، واسمه المغيرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أبو سفيان بن الحارث سيد فتيان أهل الجنة » رواه ابن سعد فى طبقاته ، والحاكم فى المناقب ، عن عروة ابن الزبير مرسلاً

ومنهم : (ثابت بن قيس) خطيب الأنصار ثبت فى صحيح مسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر ثابت بن قيس هذا بالجنة وأخبره أنه من أهلها ذكره النووى فى تهذيب الأسماء واللغات .

ومنهم : (لقمان الحكيم ، والنجاشى) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اتخذوا السودان فإنه ثلاثة منهم من سادات أهل الجنة . لقمان الحكيم ، والنجاشى ، وبلال المؤذن » رواه ابن حبان فى كتاب الضعفاء ، والطبرانى عن ابن عباس رضى الله عنهما .

ومنهم : (العباس) عم النبى صلى الله عليه وسلم بدليل قوله عليه الصلاة والسلام : « أسعد الناس يوم القيامة العباس » . رواه ابن عساكر عن ابن عمر رضى الله عنهما ، وإذا كان أسعد الناس يوم القيامة كان من أهل الجنة قطعاً بلا شبهة .

ومنهم : (حنظلة) بن أبى عامر بن صيفى بن مالك الأوسى . بدليل قوله عليه الصلاة والسلام : « إنى رأيت الملائكة تغسل حنظلة بن أبى عامر بين السماء والأرض بماء المزن فى صحاف الفضة » رواه ابن سعد فى طبقاته عن خزيمة بن ثابت الأوسى وإذا غسلته الملائكة فهو من أهل الجنة قطعا

---

(١) ذكر العجلونى هذا الحديث فى كشف الخفاء ج — ١ — ص ١٥ طبعة القدسى سنة ١٣٥١ وأعقبه بقوله (رواه الخطيب فى رواة مالك عن ابن عمر رضى الله عنهما) خيرى

ومنهم : (أهل بدر) كلهم وقد ذكر عددهم وأسماؤهم فى كتب السير النبوية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « بشر من شهد بدراً بالجنة » رواه الدارقطنى فى الأفراد ، عن أبى بكر الصديق رضى الله عنه . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم . « إن الله اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لكم » . رواه الحاكم ، عن أبى هريرة رضى الله عنه .

ومنهم أيضاً : (من شهد الحديبية) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لن يدخل النار رجلا شهد بدراً والحديبية » . رواه الإمام أحمد ، عن جابر . وإذا لم يدخل النار فهو يدخل الجنة قطعاً .

ومنهم : (أهل بيعة الرضوان) روى عن أم مبشر الأنصارية أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عند حفصة . « لايدخل النار إن شاء الله من أهل الشجرة أحد الذين بايعوا تحتها . قالت بلى يارسول الله . فانتهرها . فقالت حفصة : وإن منكم إلا واردها . فقال النبى صلى الله عليه وسلم قال الله تعالى : ثم ننجى الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا) رواه مسلم ، وابن ماجه ؛ وكان عدد أهل بدر ثلاثمائة وثلاثة عشر ـ وأربعة عشر أحد العددين وفيهم قال النبى صلى الله عليه وسلم : « إن الله قد اطلع إلى أهل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد وجبت لكم الجنة أو قد غفرت لكم » . وعن جابر بن عبد الله قال : كنا يوم الحديبية أربعة عشر مائة فبايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعمر بن الخطاب آخذ بيده تحت الشجرة وهى سمرة فبايعنا غير الجد بن قيس اختبأ تحت إبط بعيره . وعن جابر قال جاء عبد لحاطب بن أبى بلتعة أحد بنى أسد يشتكى سيده فقال يارسول الله ليدخلن

حاطب النار فقال له: « كذبت لايدخلها أحد شهد بدراً والحديبية » . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لن يلج النار أحد شهد بدرا والحديبية » . وعن جابر بن عبد الله ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال . « لايدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة » . وقيل أهل بيعة الرضوان كانوا ألفا وخمسمائة ذكره ابن عبد البر في الاستيعاب . وذكر أبو داود قال : حدثنا قتيبة بن سعيد ويزيد بن خالد الرملي أن الليث حدثهم عن أبي الزبير ، عن جابر ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال . « لايدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة » (١) .

ومنهم : (أبو الدحداح) بفتح الدالين المهملتين وبالحائين المهملتين صحابي أنصاري تصدق بحائطه المشتمل على ستمائة نخلة لما سمع قوله تعالى : (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضاً حَسَناً الآية) ويقال له أبو الدحداح وابن الدحداح قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « كم من عذق معلق لأبي الدحداح في الجنة » . رواه الإمام أحمد ، ومسلم ، وأبو داود ، والترمذي عن جابر بن سمرة . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رب عذق مذلل لابن الدحداحة في الجنة » . رواه ابن سعد في طبقاته ، عن ابن مسعود . ورواه مسلم عن جابر . والعذق بفتح العين المهملة وسكون الذال المعجمة النخلة وبالكسر العرجون بما فيه . ومذلل بضم أوله وتشديد اللام مفتوحة أي مسهل على من يجتني منه من الثمر .

ومنهم : (قُسّ) بضم القاف ابن ساعدة الايادي عاش ثلاثمائة وثمانين سنة وقيل ستمائة سنة . وقد كان خطيباً مصقعاً وحكيماً واعظاً متألها متعبداً قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رحم الله قُسًّا إنه كان على دين أبي إسماعيل بن إبراهيم »

---

(١) حبذا لو استشهد المؤلف بقول الله تعالى في سورة الفتح: « لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك . الآية » فرضاه تعالى وشهادته لهم بالإيمان يقطعان لهم بالجنة .

رواه الطبرانى عن غالب بن أبجر[1] رضى الله عنه ومن مات على دين إبراهيم الخليل عليه السلام كان من أهل الجنة قطعاً . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «رحم الله قساً كأنى أنظر إليه على جمل أورق تكلم بكلام له حلاوة لا أحفظه» . رواه الأزدى فى كتاب الضعفاء عن أبى هريرة رضى الله عنه قاله صلى الله عليه وسلم لما قدم وفد إياد فأسلموا فسألهم عنه فقالوا مات .

ومنهم : (أُوَيْس بن عبد[2] الله القَرَنى) نسبة إلى قَرَنٍ بفتح القاف بطن من قبيلة مُرادٍ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « سيكون فى أمتى رجل يقال له أُوَيْس بن عبدالله القَرَنى و إن شفاعته فى أمتى مثل ربيعة ومضر» . رواه ابن عدى، عن ابن عباس . و إذا كانت شفاعته هكذا يوم القيامة فهو من أهل الجنة قطعاً .

ومنهم : (معاذ بن جَبَل) رضى الله عنه بدليل قول رسول الله صلى الله عليه وسلم : «مُعاذ بن جَبَل أمام العلماء يوم القيامة برتوة » رواه الطبرانى ، وأبو نعيم فى الحلية، عن محمد بن كعب القرظى مرسلاً .أمام أى قدام . والرتوة بفتح التاء المثناة الفوقية رمية السهم ، فقيل قدامهم برمية سهم ، وقيل بميل ، وقيل بمد البصر ، وقيل بخطوة ، وقيل بدرجة ، و إذا كان كذلك فهو من أهل الجنة قطعاً .

---

(١) لم أجد الحديث بهذا اللفظ وإنما الذى وجدته في مجمع الزوائد فى كتاب المناقب باب ما جاء فى قس بن ساعدة هو ما رواه الطبرانى والبزار عن ابن عباس انظر ج ٩ ص ٤١٨ و ٤١٩ من طبعة القدسى ، وليس فيه دعاء بالرحمة لقس ولا أنه كان على دين إسماعيل بن إبراهيم — وإنما فيه خطبة قس بعكاظ وفى آخره أنه فيه ابن الحجاج اللخمى وهو كذاب — اه ، هذا ما وجدته وقد علمنى أستاذى الكوثرى رضى الله عنه — فيما علمنيه وهو كثير — ألا أنفى الوجود بعدم الوجدان — ولذا فإنى أشكر لمن يتفضل بإرشادى إلى موضع الحديث باللفظ الذى ذكره المصنف رضى الله عنه ، اه . خيرى

(٢) الذى فى صحيح مسلم أنه أويس بن عامر وهو المشهور

ومنهم : (ورقة بن نوفل) بن أسد بن عبد العزى بن قصى بن كلاب القرشى وهو الذى أتته خديجة أم المؤمنين رضى الله عنها بالنبى صلى الله عليه وسلم فى حديث المبعث وقال للنبى صلى الله عليه وسلم . هذا الناموس الذى أنزل على موسى ياليتنى فيها جذعاً ، ياليتنى أكون حيًّا إذ يخرجك قومك . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أومخرجى هم ؟ قال : نعم . لم يأت أحد قط بمثل ماجئت به إلا عودى [1] ، وإن يدركنى يومك أنصرك نصراً مؤزراً ثم لم ينشب ورقة أن توفى . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « لا تسبوا ورقه بن نوفل فإنى قد رأيت له جنة أو جنتين » . رواه الحاكم ، عن عائشة رضى الله عنها . وقال صحيح وأقروه .

ومنهم : (الحبشى) الذى أتى النبى صلى الله عليه وسلم روى عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رجلا من الحبشة أتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال له يا رسول الله ! فضلتم علينا بالألوان والنبوة أفرأيت إن آمنت بمثل ما آمنت به ، وعملت بمثل ما عملت به إنى لكائن معك فى الجنة ؟ . فقال النبى صلى الله عليه وسلم ! « نعم . ثم قال النبى صلى الله عليه وسلم ! من قال لا إله إلا الله كان له بها عهد عند الله ، ومن قال : سبحان الله كتب له مائة ألف [2] حسنة . فقال رجل يارسول الله : كيف نهلك بعد هذا ؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم : « والذى نفسى بيده إن الرجل ليجىء يوم القيامة بعمل لو وضع على جبل لأثقله فتقوم النعمة من نعم الله فيكاد يستنفد ذلك كله لولا ما يتفضل من ذلك كله رحمته » ثم نزلت : (هل أتى على الإنسان حين من الدهر لم يكن شيئاً مذكوراً ، إلى قوله — وإذا رأيتَ ثَمَّ رأيتَ نعيماً ومُلكاً كبيراً) . فقال الحبشى يارسول الله : وهل ترى عينى فى الجنة مثل ما ترى عينك ؟ فقال النبى صلى الله عليه

(١) فى الأصل (دعوى) والصواب ما أثبته أعلاه من المعاداة . اه

(٢) فى مجمع الزوائد ج — ١٠ — ص ٣٥٧ طبعة القدسي (مائة حسنة) بدون (ألف) والحديث هناك فى بعض لفظه خلاف يسير عما هنا لا يغير المعنى . خيرى

وسلم : « نعم » . فبكى الحبشى حتى فاضت نفسه . قال ابن عمر : فأنا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يدليه فى حفرته . رواه الطبرانى من رواية أيوب بن عتبة .

ومنهم : (العابد) الذى أخبر عنه جبريل عليه السلام . روى عن جابر رضى الله عنه قال : خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : « خرج من عندى خليلى جبريل آنفا فقال يا محمد : والذى بعثك بالحق إن لله عبداً من عباده عبد الله خمسمائة سنة ، على رأس جبل فى البحر عرضه وطوله ثلاثون ذراعاً فى ثلاثين ذراعا ، والبحر محيط به أربعة آلاف فرسخ من كل ناحية ، وأخرج له عيناً عذبة بعرض الإصبع تبض بماء عذب فيستنقع فى أسفل الجبل ، وشجرة رمان تخرج فى كل ليلة رمانة يتعبد يومه فإذا أمسى نزل فأصاب من الوضوء وأخذ تلك الرمانة فأكلها ثم قام لصلاته ، فسأل ربه عند وقت الأجل أن يقبضه ساجداً ، وأن لا يجعل للأرض ولا لشىء يفسده عليه سبيلاً حتى يبعثه وهو ساجد ؛ قال ففعل فنحن نمر عليه إذا هبطنا وإذا عرجنا(١) فنجد له فى العلم أنه يبعث يوم القيامة فيوقف بين يدى الله فيقول له الرب : أدخلوا عبدى الجنة برحمتى . فيقول يارب : بل بعملى . فيقول : أدخلوا عبدى الجنة برحمتى . فيقول يارب بل بعملى(٢) . فيقول الله : قايسوا عبدى بنعمتى عليه و بعمله فتوجد(٣) نعمة البصر قد أحاطت بعبادة خمسمائة سنة ، و بقيت نعمة الجسد فضلاً عليه . فيقول : أدخلوا عبدى النار فيجر إلى النار فينادى يا رب برحمتك أدخلنى الجنة : فيقول ردوه . فيوقف بين يديه فيقول : ياعبدى : من خلقك ولم تك شيئاً ؟ . فيقول : أنت يارب(٤) فيقول من قواك لعبادة خمسمائة سنة ؟ فيقول : أنت يارب.

(١) الأصل خرجنا بالخاء والوجه ما أثبته نقلا عن المستدرك ج ـ ٤ ـ ص ٢٥٠ طبعة الهند سنة ١٣٣٤ . (٢) فى المستدرك مرة ثالثة (فيقول الرب أدخلوا ـ إلى بل بعملى) .

(٣) لفظ الأصل (فتؤخذ) والصواب عن المستدرك وفى بعض ألفاظ الحديث خلاف يسير عما هنا .

(٤) فى المستدرك الزيادة التالية بعد أنت يارب (فيقول كان ذلك من قبلك أو برحمتى فيقول بل برحمتك) اهـ فيقول من قواك الخ .

فيقول من أنزلك فى جبل وسط اللجة وأخرج لك الماء العذب من الماء المالح [1] وأخرج لك كل ليلة رمانة وإنما تخرج مرة فى السنة ، وسألتنى أن أقبضك ساجداً ففعلت ؟ فيقول : أنت يا رب . قال : فذلك برحمتى ؛ وبرحمتى أدخلك الجنة . أدخلوا عبدى الجنة ، فنعم العبد كنت يا عبدى . فأدخله الله الجنة . قال جبريل : إنما الأشياء برحمة الله يا محمد » . رواه الحاكم عن سليمان بن هرم ، عن محمد بن المنكدر ، عن جابر . وقال صحيح الإسناد .

ومنهم : (المهدى) الذى ورد خبره فى الأحاديث . ذكر ابن ماجه فى سننه قال : حدثنا هَدِيَّة بن عبد الوهاب . حدثنا سعيد بن عبد الحميد بن جعفر ، عن على بن زياد اليمانى ، عن عكرمة بن عمار ، عن إسحاق بن عبد الله بن أبى طلحة ، عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : « نحن من ولد عبد المطلب سادة أهل الجنة : أنا ، وحمزة ، وعلى ، وجعفر ، والحسن والحسين ، والمهدى » .

ومنهم : (الجنى) الصحابى الذى هو قرين النبى صلى الله عليه وسلم واسمه أبيض . قال ابن حجر العسقلانى فى كتاب الإصابة فى أخبار الصحابة . أبيض الجنى وقع فى كتاب السنن لأبى على بن الأشعث أحد المتروكين فأخرج بإسناده من طريق أهل البيت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعائشة : « أخزى الله شيطانك » الحديث وفيه ولكن الله أعاننى عليه حتى أسلم واسمه أبيض وهو فى — الجنة — وهامة بن هيم بن لاقيس بن إبليس فى الجنة [3] انتهى .

---

(١) هكذا فى المستدرك أيضا المالح والوجه فى اللغة أن يقال ماء ملح كما فى القرآن الكريم ، وفى مختار الصحاح لا يقال مالح إلا فى لغة رديئة .

(٢) الأصل (وسألته أن يقبضك — ففعل) والصواب عن المستدرك .

(٣) الأصل (وهو الجنة) والسياق يقتضى زيادة (فى) والأصل (الأقيس) والصواب عن الإصابة ج — ١ — ص ١٥ طبع مصر سنة ١٣٢٣ .

ومنهم : « ماعز بن مالك الأسلمى » الذى حده رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الزنا كما ذكره أبو داود قال : حدثنا الحسن بن على ، حدثنا عبد الرزاق ، عن ابن[1] جريج ، أخبرنى أبو الزبير بن عبد الرحمن بن الصامت ابن عم أبى هريرة أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول : جاء الأسلمى إلى النبى صلى الله عليه وسلم فشهد على نفسه أنه أصاب امرأة حراما أربع مرات كل ذلك يعرض عنه فأقبل فى الخامسة فقال : أنكتها ؟ قال نعم . قال حتى غاب ذلك منك فى ذلك منها ؟ قال : نعم . كما يغيب المرود فى المكحلة والرِّشاءُ فى البئر ؟ قال : نعم . قال : هل تدرى ما الزنا ؟ قال : نعم أتيت منها حراما ما يأتى الرجل من امرأته حلالاً . قال : فما تريد بهذا القول ؟ . قال : أريد أن تطهرنى فأمر به فرجم . فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلين من أصحابه يقول أحدهما لصاحبه انظر إلى هذا ستر الله عليه فلم تدعه نفسه حتى يرجم رجم الكلب . فسكت عنهما ثم سار ساعة حتى مر بجيفة حمار شايلا برجله فقال : أين فلان وفلان ؟ فقالا : نحن ذان يارسول الله . فقال : انزلا فكلا من جيفة هذا الحمار . فقالا يانبى الله من يأكل من هذا ! . قال : فما نلتما من عرض أخيكما آنفاً أشد مِنْ أكلٍ منه ، والذى نفسى بيده إنه الآن لفى أنهار الجنة يَنْغَمِسُ[2] فيها » .

ومنهم : (الأعرابى) الذى سأل النبى صلى الله عليه وسلم كما روى البخارى قال : حدثنا محمد بن عبد الرحيم ، قال ! حدثنا عفان بن مسلم قال : حدثنا وهيب ، عن يحيى بن سعيد بن حَيان ، عن أبى زُرعة ، عن أبى هريرة رضى الله عنه ،

---

(١) الأصل (أبى) والصواب عن سنن أبى داود -٢- ص ١٥٠ طبع الكستلية سنة ١٢٨٠ بمصر .

(٢) لفظ السنن ينقمس بنون وقاف وفى الهامش أن معناها ينغمس بالغين ويغوص .

أن أعرابياً أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال : دلني على عمل إذا عملته دخلت الجنة قال : « تعبد الله لا تشرك به شيئاً ، وتقيم الصلاة المكتوبة وتؤدي الزكاة المفروضة ، وتصوم رمضان . قال والذي نفسي بيده لا أزيد على هذا . فلما ولى قال النبي صلى الله عليه وسلم : من سره أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى هذا » .

ومنهم : (عُمَير (١) بن الحُمَام) الأنصاري رضي الله عنه كما روى مسلم في صحيحه في الجهاد (٢) عن أبي بكر بن النضر بن أبي النضر ، وهارون بن عبد الله ، ومحمد بن رافع ، وعبد (٣) بن حميد وألفاظهم متقاربة قالوا : حدثنا هاشم بن القاسم ، حدثنا سليمان ، وهو ابن المغيرة ، عن ثابت ، عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم بُسَيْسَةَ عيناً ينظر ما صنعت عير أبي سفيان فجاء وما في البيت أحد غيري وغير رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا أدري ما أستثنى بعض نسائه قال : فحدثه الحديث قال : فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فتكلم فقال : « إن لنا طَلِبَة فمن كان (٤) ظَهْرَانهم في عُلو المدينة ، فقال لا ، إلا من كان ظهره حاضراً . فانطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه حتى سبقوا المشركين إلى بدر وجاء المشركون . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يُقَدِّمَنَّ أحد منكم إلى شيء حتى أكون أنا دونه . فدنا المشركون فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قوموا إلى جنة عرضها السموات والأرض أعدت (٥) . قال : نعم .

(١) في الأصل عمر بدون ياء والصواب عن الصحيح .

(٢) صح في كتاب الإمارة ج ـ ٦ ـ ص ٤٤ طبعة العامرة سنة ١٣٣٢ .

(٣) في الأصل عبد الله وفي الصحيح بدون لفظ الجلالة .

(٤) في الصحيح الزيادة التالية بعد فمن كان (ظهره حاضرا فليركب معنا فجعل رجال يستأذنونه في) ظهرانهم الخ الحديث أعلاه .

(٥) ليس في الصحيح (أعدت) بل فيه : والأرض (قال يقول عمير بن الحمام الأنصاري يارسول الله جنة عرضها السموات والأرض) قال نعم الخ .

قال بخ. بخ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مايحملك على قولك بخ . بخ ؟ فقال : لا والله يا رسول الله إلا رجاء أن أكون من أهلها . قال فإنك من أهلها » . قال فأخرج [1] تمرات من قَرَنِهِ [2] فجعل يأكل منهن ثم قال لئن أنا حَيِيتُ حتى آكل تمراتي هذه إنها لحياة طويلة قال فرمى بما كان معه من التمر ثم قاتلهم حتى قتل .

ومنهم : (أم رومان) بضم [3] الراء وسكون الواو بنت عامر بن عويمر بن عبد شمس الكنانية أم عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم وأم عبد الرحمن . زوجة أبي بكر الصديق رضي الله عنه توفيت سنة ست في ذي الحجة فنزل النبي صلى الله عليه وسلم في قبرها واستغفر لها أسلمت قبل الهجرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «من سره أن ينظر إلى امرأة من الحور العين فلينظر إلى أم رومان» . رواه ابن سعد ، عن القاسم بن محمد مرسلا ، ورواه أبونعيم عن أم سلمة وإذا كانت من الحور العين فهي من أهل الجنة قطعاً فإن الحور العين نساء أهل الجنة .

ومنهم : (المرأة التي كانت تتصرع) روى عن عطاء بن أبي رباح قال : قال لي ابن عباس رضي الله عنهما : ألا أريك امرأة من أهل الجنة ؟ فقلت : بلى . قال : هذه المرأة السوداء أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت : إني أصرع وإني أتكشف فادع الله لي . قال : « إن شئت صبرت ولك الجنة وإن شئت دعوت الله تعالى أن يعافيك ؟ فقالت : أصبر ، وقالت إني أتكشف فادع الله لي أن لا أتكشف فدعا لها » . رواه البخاري ومسلم .

---

(١) في الأصل فاخترج وأثبت لفظ الصحيح .

(٢) القرن بفتح القاف والراء ـ الجعبة .

(٣) في الاستيعاب : بفتح الراء وضمها انظر ص ٧٧٠ طبع الهند سنة ١٣٣٦ .

فهذه جملة ممن وجدنا أنهم مقطوع لهم بدخول الجنة ولا حصر فيما ذكرنا ؛ بل فى الخبر مايقتضى أن الصحابة والتابعين كلهم مقطوع لهم بالجنة . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «لاتمس النارمسلماً رآنى أو رآى من رآنى» . رواه الترمذى ، والضياء المقدسى ، عن جابر بن عبد الله ، وذكر الترمذى فى سننه قال طلحة بن خراش فقد رأيت جابر بن عبد الله ، وقال موسى بن إبراهيم بن كثير الأنصارى ولقد رأيت طلحة . قال يحيى : وقال لى موسى وقد رأيتنى ونحن نرجو الله .

وذكر الحافظ ابن حجر العسقلانى فى كتاب الإصابة فى أخبار الصحابة فى أول الكتاب قال : وقال أبو محمد بن حزم : الصحابة كلهم من أهل الجنة قطعاً قال الله تعالى : (لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ) . وقال الله تعالى : (إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ) . فثبت أن الجميع من أهل الجنة وأنه لا يدخل أحد منهم النار لأنهم المخاطبون بالآية السابقة إلى آخر كلامه . فخرج بقوله مسلماً من رآه صلى الله عليه وسلم من الكافرين ؛ أو من المؤمنين وارتد بعد ذلك ولم يمت مسلماً ، وكذلك من رأى من رآه النبى صلى الله عليه وسلم وهو من رأى الصحابى من التابعين إذا مات مسلماً ومن لم تمسه النار لايدخلها أبداً فهو مقطوع له بدخول الجنة ؛ وفاعل المعصية من الصحابة أو التابعين يجوز أن يكون قد يسر الله تعالى له التوبة فمات تائباً ، ومنهم من شاء الله تعالى أن يغفر له بلا توبة كما قال تعالى : (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ) وقد أخبر صلى الله عليه وسلم من ذلك معجزة له من جملة الأخبار بالغيب وقد وقع وتحقق .

« تنبيه » ورد فى الأخبار أن أشياء غير بنى آدم فى الدنيا من الجنة وفى الجنة .

منها : (منبر النبى صلى الله عليه وسلم) قال عليه الصلاة والسلام : « منبرى هذا على ترعة من ترع الجنة » . رواه الإمام أحمد ، عن أبى هريرة . والترعة بالتاء المثناة الفوقية الروضة فى مكان مرتفع . وفى رواية : « قوائم منبرى رواتب (١) فى الجنة » . رواه الإمام أحمد ، والنسائى عن أم سلمة ، والطبرانى ، والحاكم عن أبى واقد الليثى .

ومنها : (ما بين بيته صلى الله عليه وسلم ومنبره) قال عليه الصلاة والسلام : «ما بين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة » رواه البخارى ، ومسلم ، والنسائى عن عبد الله بن زيد المازنى والترمذى عن على ، وأبى هريرة .

ومنها : (الحجر الأسود) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الحجر الأسود من الجنة » . رواه الإمام أحمد عن أنس ، والنسائى عن ابن عباس . وفى رواية « الحجر الأسود من حجارة الجنة » . رواه (٢) عن أنس . وفى رواية « الحجر الأسود من الجنة وكان أشد بياضاً من الثلج حتى سودته خطايا أهل الشرك » .

---

(١) الرواتب الرواسى — ومنه الأمر الراتب — الدائم الثابت — والحديث فى مجمع الزوائد ج — ٤ — ص ٩ وقد وهم الناشر فظن أن (الرواتب) خطأ فطبع الكلمة (رؤيت) وقال فى الهامش : فى الأصل رواتب — مع أنها صحيحة وواردة فى المسند ج — ٦ — ص ٢٩٢ من الطبعة القديمة وفى النسائى ج — ٢ — ص ٣٦ طبعة سنة ١٣٤٨ ومع أن (رؤيت) لا معنى لها هنا ولذا لزم التنويه .

(٢) فى الأصل مكان هذا البياض كلمة تشبه (سمرة) وربما كانت غيرها — والحديث بلفظه خرجه البزار عن أنس والطبرانى فى الأوسط انظر ج — ٣ — ص ٢٤٢ طبعة القدسى .

رواه أحمد وابن عدى ، عن ابن عباس . وفى رواية : « الحجر الأسود من حجارة الجنة وما فى الأرض من الجنة غيره وكان أبيض كالماء ولولا ما مسه من رجس الجاهلية ما مسه ذو عاهة إلا برئ » . رواه الطبرانى عن ابن عباس . وفى رواية : « الحجر الأسود ياقوتة بيضاء من ياقوت الجنة وإنما سودته خطايا المشركين يبعث يوم القيامة مثل أحد يشهد لمن استلمه وقبله من أهل الدنيا » . رواه خزيمة [1] ، عن ابن عباس .

ومنها (الركن والمقام) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الركن والمقام ياقوتتان من ياقوت الجنة طمس الله نورهما ولو لم يطمس نورهما لأضاءآ [2] ما بين المشرق والمغرب » . رواه أحمد ، والترمذى ، وابن حبان ، والحاكم عن ابن عمرو ابن العاص . وفى رواية : « الركن والمقام ياقوتتان من يواقيت الجنة » . رواه الحاكم عن أنس .

ومنها (جبل أحد) بضمتين وهو على ثلاثة أميال من المدينة . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أحد ركن من أركان الجنة » . رواه أبو يعلى والطبرانى عن سهل بن سعد . وفى رواية : « جبل أحد يحبنا ونحبه على باب من أبواب الجنة وهذا عير يبغضنا ونبغضه وإنه على باب من أبواب النار » . رواه الطبرانى عن أبى عَبْس بن جبر . وفى رواية : « إن أحداً جبل يحبنا ونحبه وهو على ترعة من ترعات الجنة وعير على ترعة من ترعات النار » . رواه ابن ماجه ، عن أنس .

---

(١) هكذا الأصل والصواب (ابن خزيمة) وهو أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمى صاحب المصنفات العديدة توفى فى نيسابور سنة ٣١١ .

(٢) فى الأصل (أضاءتا) بالتاء والتصويب عن الترمذى ج — ١ — ص ١٦٦ طبعة بولاق سنة ١٢٩٢ .

ومنها : (وادى بطحان) بضم الموحدة وسكون المهملة فى رواية المحدثين وهو وادى فى المدينة ، وفى القاموس والصواب الفتح وكسر الطاء المهملة . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « بطحان على بركة من برك الجنة » رواه البزار ، عن عائشة .

ومنها : (صخرة بيت المقدس) على نخلة ، والنخلة على نهر من أنهار الجنة تحت النخلة آسية بنت مزاحم امرأة فرعون ، ومريم بنت عمران ينظمان سموط أهل الجنة إلى يوم القيامة ـ . رواه ابن حبان ، عن عبادة بن الصامت .

ومنها بلدة (قزوين) وهى مدينة عظيمة معروفة . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « اغزوا قزوين فإنه من أعلى أبواب الجنة » رواه ابن أبى حاتم فى فضائل قزوين ، عن بشر بن سلمان الكوفى .

ومنها (سيحان ، وجيحان ، والفرات ، والنيل) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « سيحان ، وجيحان ، والفرات ، والنيل من أنهار الجنة » . رواه مسلم عن أبى هريرة . وفى رواية : «فجرت أربعة أنهار من الجنة : ـ الفرات ، والنيل ، وسيحان ، وجيحان » . رواه أحمد عن أبى هريرة . وسيحان نهر العواصم(١) بمصيصه ؛ وجيحان(١) نهرأذنه . وهما غير سيحون الذى بالهندأوالسند وجيحون نهر بلخ . وفى رواية : «مامن يوم إلا يقسم فيه مثاقيل من بركات الجنة

---

(١) الذى فى معجم البلدان لياقوت طبعة مصر سنة ١٣٢٤ أن سيحان نهر كبير بالثغر من نواحى المصيصة وهو نهر أدنة بين أنطاكية والروم انظر ج٥ـــص١٩١ وجيحان نهر بالمصيصة بالثغر الشامى ومخرجه من بلاد الروم ويمر حتى يصب بمدينة تعرف بكفربيا الخ انظر ج ٣ ـــ ص ١٨٦ .

فى الفرات » . رواه ابن مردويه عن ابن مسعود . وفى رواية : « ينزل كل يوم فى الفرات مثاقيل من بركة الجنة » . رواه الخطيب ، عن ابن مسعود .

ومنها : (بئر غرس) بفتح الغين المعجمة وسكون الراء وبالسين المهملة وهى[1] بئر بينها[1] وبين مسجد قباء نصف ميل ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « نعم البئر بئر غرس هى من عيون الجنة وماؤها أطيب المياه » رواه ابن سعد ، عن عمر بن الحكم مرسلا .

ومنها : (ريح الجنوب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ريح الجنوب من الجنة وهى الريح اللواقح التى ذكر الله فى القرآن الكريم[2] والشمال من النار تخرج فتمر بالجنة فتصيبها نفحة منها فبردها من ذلك » رواه ابن أبى الدنيا فى كتاب السحاب ، وابن جرير ، وأبو الشيخ فى كتاب العظمة ، وابن مردويه عن أبى هريرة .

ومنها : (ريح الولد) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ريح الولد من ريح الجنة » رواه الطبرانى عن ابن عباس .

ومنها : (الغنم) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الغنم من دواب الجنة فامسحوا رغامها وصلوا فى مرابضها » . رواه الخطيب عن أبى هريرة .

ومنها : (العجوة) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « العجوة من الجنة وفيها

---

(١) الأصل (هو) و(بينه) والصواب بالياء وبالألف لأن البئر أنثى كما فى اللسان .

(٢) جملة (القرآن الكريم) ليست فى الأصل ويقتضيها السياق — وقوله الريح بالإفراد قراءة — أما رواية حفص عن عاصم فهى بصيغة الجمع (الرياح لواقح) — وفى تفسير الطبرى زيادة نصها (التى ذكر الله تعالى فى كتابه وفيها منافع للناس ا هـ انظر ج — ١٤ — ص ١٥ طبعة بولاق سنة ١٣٢٨ .

شفاء من السم ، والـكمأة من المن وماؤهاشفاء للعين ، والكبش العربى الأسود شفاء من عرق النسا يؤكل من لحمه ويحسى من مرقه . رواه البخارى[١] عن ابن عباس. وفى رواية : « العجوة من فاكهة الجنة » . رواه أبو نعيم فى الطب النبوى عن بريدة . وفى رواية : « العجوة ، والصخرة ، والشجرة من الجنة وفيهما[٢] شفاء من السم ، والـكمأة من المن وماؤها شفاء للعين » رواه أحمد ، والترمذى ، وابن ماجه عن أبى هريرة . ورواه أحمد ، والنسائى ، وابن ماجه عن أبى سعيد الخدرى ، وجابر بن عبد الله . فالصخرة صخرة بيت المقدس ، والشجرة الكرمة ، أوشجرة بيعة الرضوان . وفى رواية : « ليس من الجنة فى الأرض إلا ثلاثة أشياء : غرس

---

(١) لم أعثر على هذا الحديث فى البخارى — ولا أدرى أهو فى الصحيح وفاتنى العثور عليه — وإذاً أشكر من يتفضل بإرشادى إليه — أم أن ما ذكر أعلاه سبق قلم من المؤلف أو تحريف من ناسخ — والذى وجدته أولا فى صحيح البخارى : الـكمأة من المن وماؤها شفاء للعين — عن سعيد بن زيد كتاب الطب باب المن شفاء للعين ص ١٢٦ من الجزء السابع من طبعة بولاق سنة ١٣١٣ — وثانيا فى الترمذى (العجوة من الجنة وفيها شفاء من السم والـكمأة من المن وماؤها شفاء للعين) عن أبي هريرة —وفى الباب سواه ولـكن ليس منها ما روي عن ابن عباس انظر ص ٧ من الجزء الثانى طبعة بولاق سنة ١٢٩٢ وثالثا فى صحيح البخارى — كتاب الأطعمة باب الـكباث — وهو ثمر الأراك — أنه صلى الله عليه وسلم قال عليكم بالأسود منه فأنه أيطب (أى أطيب) انظر ص ٨١ من الجزء السابع — وقد استبعدت أن تـكون كلمة الـكبش محرفة عن الـكباث وإن استقام التعبير عن لبه باللحم مجازا والماء الذى يسلق فيه بالمرق — ولـكن حتى على جواز هذا التكلف البالغ فإن الحديث مروى عن جابر بن عبد الله وليس عن ابن عباس — وأخيرا فإنى لم أجد الحديث المذكور فى هذا المصنف فى ذخائر المواريث للنابلسى ضمن الأحاديث المروية عن ابن عباس . (٢) هكذا الأصل والوجه (وفيها) بدون ميم

العجوة ، والحجر ، وأوراق تنزل فى الفرات كل يوم من الجنة » . رواه الخطيب ، عن أبى هريرة .

ومنها : (الكمأة والمن) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الكمأة من المن والمن من الجنة وماؤها شفاء للعين » رواه أبو نعيم ، عن أبى سعيد الخدرى . وورد أيضاً أن الجنة بالمشرق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الجنة بالمشرق » رواه الديلمى فى مسند الفردوس ، عن أنس . وورد أن رياض الجنة المساجد . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رياض الجنة المساجد » . رواه أبو الشيخ فى الثواب عن أبى هريرة . وورد أنها حلق الذكر . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : » إذا مررتم برياض الجنة فارتعوا . قالوا وما رياض الجنة ؟ قال مجالس العلم » . رواه الطبرانى ، عن ابن عباس . وورد أن السيوف مفاتيح الجنة . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «السيوف مفاتيح الجنة» رواه أبو بكر الشافعى فى كتاب الغيلانيات وابن عساكر عن يزيد بن شجرة الرهاوى[1] . وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الجنة تحت ظلال السيوف » رواه الحاكم ، عن أبى موسى الأشعرى . وورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال : « ليلة أسرى بى مررت على إبراهيم عليه السلام فقال : من معك ياجبريل ؟ قال هذا محمد فقال لى إبراهيم يا محمد مُر أمتك فليكثروا من غراس الجنة فإن تربتها طيبة وأرضها واسعة . قال : وما غراس الجنة قال لاحول ولا قوة إلا بالله » رواه أحمد بإسناد حسن ، وابن أبى الدنيا ، وابن حبان فى صحيحه عن أبى أيوب الأنصارى . وعن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « ألاأدلك

---

(١) المتوفى سنة ٥٨ بالروم وفى الأصل يزيد بن سحرة (بمهملتين) الرهانى (بنون) والصواب عن المستدرك للحاكم ففيه شجرة بالشين المعجمة والجيم والرهاوى بالواو انظر ج — ٣ ص ٤٩٤ طبعة حيدر أباد سنة ١٣٤١ .

على باب من أبواب الجنة قال وماهو يارسول الله . قال : لاحول ولاقوة إلا بالله» رواه أحمد ، والطبرانى إلا أنه قال : « ألا أدلك على كنز من كنوز الجنة » و إسنادهما صحيح . وعن عبد الله بن عمرو قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « من قال سبحان الله و بحمده غرست له نخلة فى الجنة » . رواه البزار بإسناد حسن . وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « من قال سبحان الله ، والحمد لله ، ولا إله إلا الله ، والله أكبر غرست له بكل واحدة منهن شجرة فى الجنة » . رواه الطبرانى .

وعن معاوية بن جاهمة قال : أتيت النبى صلى الله عليه وسلم أستشيره فى الجهاد فقال النبى صلى الله عليه وسلم : « ألك والدان ؟ قلت نعم . قال الزمهما فإن الجنة تحت أرجلهما » رواه الطبرانى بإسناد جيد . وعن أبى الدرداء أن رجلاً أتاه فقال : إن لى امرأة و إن أمى تأمرنى بطلاقها فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : « الوالد أوسط أبواب الجنة فإن شئت فأضع ذلك الباب أو احفظه » رواه ابن ماجه ، والترمذى ، واللفظ له . وقال ربما قال سفيان إن أمى ، ور بما قال إن أبى . قال الترمذى حديث صحيح . وليس مرادنا الحصر فيما ذكرناه و إنما فى هذا عبرة لأولى الألباب *

الفصل الثالث

اعلم أن المقطوع لهم بدخول النار في يوم القيامة كثيرون أيضاً

أولهم : الكفار بالله تعالى ، أو بنبي من الأنبياء ، أو بما علم من الدين بالضرورة . والمشركون بالله على اختلاف أنواعهم . قال تعالى : (وَسِيقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا) وقال تعالى : (وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ) إلى غير ذلك من نصوص كثيرة في مطلق الكافرين والمشركين . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « حيث مامررتم بقبر كافر فبشروه بالنار » . رواه ابن ماجه عن ابن عمر ، والطبراني عن سعد بن أبي وقاص . وقد ورد بطريق عموم الأوصاف في حق أهل النار قوله صلى الله عليه وسلم : « ألا أخبرك بأهل النار كل جَعْظَرِيّ جَوَّاظ مستكبر جماع ، منوع ؛ ألا أخبرك بأهل الجنة كل مسكين لو أقسم على الله لأبره » . رواه الطبراني ، عن أبي الدرداء [1] ، والجَعْظَرِي : بجيم مفتوحة وظاء معجمة بينهما عين مهملة الفظ الغليظ ، والجَوَّاظ : بفتح الجيم وشد الواو وظاء معجمة الضخم المختال [2] والسمين الثقيل من الأسرا [3] والنعم ؛ والجماع :

(١) وجدت الحديث بلفظه هنا في مجمع الزوائد كتاب صفة النار ـ باب في أهل النار الخ ـ مع خلاف يسير ففيه (مناع) بدل (منوع) وفيه (الضعفاء المغلوبون) بدل (كل مسكين إلى قوله لأبره) هنا ـ ولكنه عن عبد الله بن عمرو بن العاص ـ رواه أحمد ـ وليس في الباب ذكر أبي الدرداء فلعل ماذكره المصنف هنا في موضع آخر .

(٢) الأصل كان المحتار والصواب عن لسان العرب ففيه الجواظ . . . المختال في مشيته .

(٣) وربما كان الصواب (الإثراء) بالثاء المثلثة بدل السين المهملة ـ وذلك لأن السراء بالسين المروءة والشرف وهاليسا ممايذم صاحبهما يقال سرو سروا وسراء أما الإثراء بالمثلثة فهو من أثرى إذا كثر ماله وهو أنسب هنا .

الكثير الجمع المال . والمنوع : كثير المنع له والشح به . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم . « أهل الجور وأعوانهم فى النار » . رواه الحاكم ، عن حذيفة ؛ وكذلك المنافقون الذين يظهرون الإسلام والإيمان وفى قلوبهم كفر بالله تعالى أو شرك به أو جحود بما يجب الإيمان به من الشريعة أو استخفاف بفرع من فروعها وشعبة من شعبها فى مأمور به أو منهى عنه . قال الله تعالى (إِنَّ ٱلْمُنَافِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ) وللمنافق علامات وردت فى كلام النبوة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ثلاث من كن فيه فهو منافق وإن صام وصلى وحج واعتمر وقال إنى مسلم . من إذا حدث كذب ، وإذا وعد أخلف ، وإذا ائتمن خان » . رواه ستة[1] فى الإيمان وأبو الشيخ فى التوبيخ عن أنس ، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « المنافق لا يصلى الضحى ولا يقرأ قل يا أيها الكافرون » رواه الديلمى فى مسند الفردوس عن عبد الله بن جراد . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « المنافق يملك عينيه يبكى كما شاء » . رواه الديلمى أيضاً عن على . وعلامة المنافق أيضاً أن الله نزع الرحمة من قلبه كما روى ابن حامد فى دلائل النبوة عن تميم الدارى قال : كنا جلوس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ أقبل بعير يعدو حتى وقف على هامة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « أيها البعير اسكن فإن تك صادقاً فلك صدقك وإن كنت كاذباً فعليك كذبك مع أن الله تعالى قد أمن عائذنا

---

(١) كلمة ستة لعلها عدد من خرج الحديث فقد خرجه البخارى ومسلم والترمذى والنسائى فى الإيمان عن أبى هريرة وقال الترمذى وفى الباب عن أنس وخرجه أحمد عن أبى هريرة وعن عبد الله بن عمرو — ولفظ المسند أقرب لما هنا فهؤلاء خمسة والسادس أبو داود ولكن لفظه أربع من كن فيه فهو منافق خالص إلى أن قال : إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا عاهد غدر وإذا خاصم فجر — عن عبد الله بن عمرو فى كتاب السنة .

وليس بخائب لائذنا » . فقلنا يارسول الله : ما يقول هذا البعير ؟ فقال هذا بعير هَمَّ أهله بنحره وأكل لحمه فهرب منهم واستغاث بنبيكم . فبينما نحن كذلك إذ أقبل أصحابه يتعادون . فلما نظر إليهم البعير عاد إلى هامة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاذ بها ، فقالوا يا رسول الله : هذا بعيرنا هرب منذ ثلاثة أيام فلم نلقه إلا بين يديك . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أما إنه يشكو إليَّ — فبئس الشكاية · فقالوا يا رسول الله ما يقول ؟ فقال إنه يقول : ربا في أمنكم أحوالا ، وكنتم تحملون عليه في الصيف إلى موضع الكلأ فإذا كان الشتاء رحلتم إلى موضع الدَّفإ فلما كبر استفحلتموه فرزقكم الله منه إبلا سائمة . فلما أدركته هذه السنة الخصبة هممتم بنحره وأكل لحمه فقالوا : قد والله كان ذلك يا رسول الله ··فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما هذا جزاء المملوك الصالح في مواليه . فقالوا يا رسول الله فإنا لا نبيعه ولا ننحره . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذبتم فقد استغاث بكم فلم تغيثوه وأنا أولى بالرحمة منكم فإن الله نزع الرحمة من قلوب المنافقين وأسكنها في قلوب المؤمنين فاشتراه صلى الله عليه وسلم بمائة درهم وقال : أيها البعير انطلق فأنت حر لوجه الله تعالى فرغا على هامة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : آمين . ثم رغا فقال : آمين . ثم رغا فقال : آمين . ثم رغا الرابعة فبكى صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله ما يقول هذا البعير ؟ . قال : قال : جزاك الله أيها النبي عن الإسلام والقرآن خيراً . فقلت : آمين . ثم قال : سكن الله رعب أمتك يوم القيامة كما سكنت رعبي . فقلت : آمين . ثم قال : حقن الله دم أمتك من أعدائها كما حقنت دمي فقلت آمين ، ثم قال : لا جعل الله بأسها بينها . فبكيت . فإن هذه الخصال سألت ربي فأعطانيها ومنعني هذه (١)

---

(١) في النفس شيء من هذا الحديث فإنه يحرم مباحا من نعم الله علينا ويوجب أن المرء لاينبغي له ذبح جمله أو ثورة إذا استخدمه ولا كذلك يفعل كل الناس =

وأما المعينون من الناس بأسمائهم أو ألقابهم بأنهم يدخلون النار .

فمنهم : (حابسة الهرة) وهى امرأة من حمير يعرفها النبى صلى الله عليه وسلم قال عليه الصلاة والسلام : «دخلت امرأة النار فى هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تأكل من خشاش الأرض حتى ماتت » رواه أحمد والبخارى ومسلم ، عن أبى هريرة . وخشاش الأرض مثلث الخاء المعجمة وبشينين معجمتين هو حشرات الأرض والعصافير ونحوها .

وعن أسماء بنت أبى بكر رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم صلى صلاة الكسوف فقال : « دنت منى النار حتى قلت أى رب وأنا معهم فإذا امرأة حسبت أنه قال تخدشها هرة قلت ما شأن هذه قالوا حبستها حتى ماتت جوعاً » . رواه البخارى .

ومنهم : (أخو بنى دعدع) الذى كان يسرق الحاج وكذلك الذى سرق بدنتى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عليه الصلاة والسلام : « دخلت الجنة فرأيت أكثر أهلها الفقراء واطلعت على النار فرأيت أكثر أهلها النساء ورأيت فيها ثلاثة يعذبون امرأة من حمير طوالة ربطت هرة لها لم تطعمها ولم تسقها ولم تدعها تأكل من خشاش الأرض فهى تنهش قبلها ودبرها ؛ ورأيت فيها أخا بنى دعدع

= خصوصا الزراع فهل كل زراع الأمة منافقون ؟؟ — والخبر منكر فقد قال ابن كثير فى تاريخه — ٦ — ١٤٢ مطبعة السعادة بمصر بعد أن ساقه بسنده من كتاب دلائل النبوة لأبي محمد عبدالله بن حامد الفقية — (هذا الحديث غريب جدا لم أر أحدا من هؤلاء المصنفين فى الدلائل أو رده سوى هذا المصنف وفيه غرابة ونكارة فى إسناده ومتنه أيضا والله أعلم) اهـ قلت والمجال لا يتسع لنقد رجال السند وفيهم مجاهيل ومتهمون ولكن يكفى أن أشير إلى أن فى الخبر تسييب النعم وهو مما أبطله الإسلام وجاء النبى صلى الله عليه وسلم أوسع من أن يحتاج إلى مثل هذا الخبر .

الذى كان يسرق الحاج بمحجنه فإذا فطن له قال إنما تعلق بمحجنى ، والذى سرق بدنتى رسول الله صلى الله عليه وسلم » . رواه ابن حبان فى صحيحه عن عبد الله ابن عمرو بن العاص . وفى رواية له فيها ذكر الكسوف قال : « وعرضت علىّ النار فلولا أنى دفعتها عنكم لغشيتكم ورأيت فيها ثلاثة يعذبون امرأة حميرية سوداء طويلة تعذب فى هرة لها أوثقتها فلم تدعها تأكل من خشاش الأرض ولم تطعمها حتى ماتت فهى إذا أقبلت تنهشها وإذا أدبرت تنهشها » . الحديث بطوله ، والمحجن بكسر الميم وسكون الحاء المهملة بعدها جيم مفتوحة هى عصا منحنية الرأس .

ومنهم : (امرؤ القيس بن حجر الكندى) الشاعر المشهور فى الجاهلية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « امرؤ القيس صاحب لواء الشعراء إلى النار رواه أحمد عن أبى هريرة . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « امرؤ القيس قائد الشعراء إلى النار لأنه أول من أحكم قوافيها » . رواه أبو عروبة فى كتاب الأوائل [1] وابن عساكر فى تاريخه عن أبى هريرة .

ومنهم : (أبو طالب [2]) عم النبى صلى الله عليه وسلم وأبو على رضى الله عنه

---

(١) الأوائل فى الحديث لأبى عروبة الحسين بن أبى معشر الحرانى المتوفى سنة ٣١٨ موجود فى الخزانة التيمورية بمصر ـ بخط قديم — انظر فهرس الخزانة التيمورية ص ٤١١ من الجزء الثانى .

(٢) هذا فى رأى المؤلف ولكنه ليس بالمجمع عليه ـ بل من المسلمين من يرى نجاته ومنهم السيد أحمد دحلان فى مؤلفه أسنى المطالب فى نجاة أبى طالب طبع فى مصر سنة ١٣٢٣ ومنهم السيد محمد على العاملى فى مؤلفة (شيخ الأبطح) طبع فى بغداد سنة ١٣٤٩ ـ وقد نفى القرطبى قول الزجاج أجمع المفسرون على أن آية سورة القصص نزلت فى أبى طالب ـ وقال الصواب أن يقال أجمع جل المفسرين انظر ص ٢٩٩ من الجزء الثالث عشر من تفسيره =

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن أهون أهل النار عذاباً أبو طالب وهو منتعل بنعلين يغلى منهما دماغه » رواه مسلم عن ابن عباس رضى الله عنهما . وفى رواية : « أهون أهل النار عذاباً أبو طالب وهو منتعل بنعلين من نار يغلى منهما دماغه » رواه أحمد ومسلم عن ابن عباس . وفى رواية البخارى : « تغلى منه أم دماغه » وهو يؤذن بموته على الكفر وهو الحق . ووهم البعض كما ذكر المناوى فى شرح الجامع الصغير للأسيوطى وفى رواية : « أهون أهل النار عذاباً يوم القيامة رجل يوضع فى أخمص قدميه جمرتان يغلى منهما دماغه » رواه أحمد عن النعمان ابن بشير .

ومنهم : (أبو لهب) عم النبى صلى الله عليه وسلم وامرأته أم جميلة أخت أبى سفيان قال الله تعالى: (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ * مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ * سَيَصْلَى نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ * وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ * فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ) .

ومنهم : (أمية بن أبى الصلت) الذى قال الله تعالى فيه : (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ) الآية وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « آمن شعر أمية بن أبى الصلت وكفر قلبه » . رواه ابن الأنبارى فى كتاب المصاحف ، والخطيب ، وابن عساكر عن ابن عباس .

ومنهم : (الغلام الذى قتله الخضر) عليه السلام قال الله تعالى : (وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَاناً وَكُفْراً) رواه مسلم وأبو داود والترمذى عن أبى بن كعب .

= الجامع لأحكام القرآن طبع دار الكتب المصرية سنة ١٣٦٣ وبسط القول فى مؤلفى (أبو طالب) ففيه الرد المقنع إن شاء الله على ما احتج به المصنف هنا .

ومنهم : (عمرو بن عامر الخزاعى) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « رأيت عمرو بن عامر الخزاعى يجر قُصْبَهُ أمعاءه [١] فى النار ، وكان أول من سيب السوائب وبحر البحيرة » . رواه أحمد والبخارى ومسلم عن أبى هريرة . وقُصْبُهُ بضم القاف وسكون الصاد المهملة واحدة القُصْب بالضم والسكون أيضاً الأمعاء وهى المصارين [٢] ؛ وسيب السوائب أى سنّ عبادة الأصنام بمكة وجعل ذلك ديناً وحملهم على التقرب إليها بتسييب السوائب أى أرسلها تذهب كيف شاءت ، وبحر البحيرة التى تمنع ردها الطواغيت ولا يحلبها أحد . وهذا بلغته الدعوة وأهل الفترة الذين لا يعذبون هم من لم يرسل إليهم عيسى عليه السلام ولا أدركوا محمداً صلى الله عليه وسلم . ذكره المناوى فى شرح الجامع الصغير .

ومنهم : (عاقر الناقة فى قوم ثمود) وقاتل على رضى الله عنه . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ألا أحدثكم بأشقى الناس رجلين . أحيمر ثمود الذى عقر الناقة والذى يضرب بك يا على حتى تبتل منها » . هذه رواية الطبرانى والحاكم عن عمار ابن ياسر . وأحيمر تصغير أحمر وهو قذار بن سالف وإنما قال أحيمر لأنه أحمر أشقر أزرق دميم قتل الناقة لأجل قول نبيهم صالح عليه السلام : (ناقة الله وسقياها) أى احذروا أن تصيبوها بسوء . والذى قتل على بن أبى طالب رضى الله عنه هو : عبد الرحمن بن ملجم قبحه الله ضربه على هذه أى هامته فابتلت بالدم هذه أى لحيته

---

(١) يبدو سقوط كلمة (يعنى) بعد (قصبه) فالصواب « يجر قصبه أى أمعاءه » وذكر باسم عمرو بن عامر وباسم عمرو بن مالك وباسم ابن لحى بضم اللام وفتح المهملة وتشديد آخر الحروف .

(٢) فى اللسان القصب المعى والجمع أقصاب وقيل القصب إسم للأمعاء كلها — قلت وهو مراد الحديث .

ومنهم : (فرعون هذه الأمة أبو جهل بن هشام) . قال النووى فى تهذيب الأسماء واللغات : أبو جهل عدو الله فرعون هذه الأمة اسمه عمرو بن هشام . قتل أبو جهل عدو الله كافراً يوم بدر ، وكانت بدر فى السنة الثانية من الهجرة قتله ابن عمرو بن الجموح ، وابن عفراء الأنصاريان وحين رآه رسول الله صلى الله عليه وسلم مقتولاً قال : قتل فرعون هذه الأمة . انتهى . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « خلق الله يحيى بن زكريا فى بطن أمه مؤمناً ، وخلق فرعون فى بطن أمه كافراً » . رواه ابن عدى والطبرانى ، عن ابن مسعود . وذكره الأسيوطى فى الجامع الصغير. وفى مسند الحافظ أبى عيسى الترمذى عن عبد الواحد بن سليم قال : قدمت مكة فلقيت عطاء بن أبى رباح فقلت له : يا أبا محمد ، إن أهل البصرة يقولون فى القدر. قال يا بنى أتقرأ القرآن ؟ قلت : نعم . قال : فاقرأ الزخرف . قال : فقرأت : (حٰمٓ وَٱلْكِتَابِ ٱلْمُبِينِ * إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ * وَإِنَّهُ فِىٓ أُمِّ ٱلْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِىٌّ حَكِيمٌ). قال أتدرى ما أم الكتاب ؟. قلت الله ورسوله أعلم . قال : فإنه كتاب كتبه الله قبل أن يخلق السماء وقبل أن يخلق الأرض فيه أن فرعون من أهل النار ، وفيه : تَبَّتْ يَدَا أَبِى لَهَبٍ . فالمراد بفرعون هنا أبو جهل فيما يعلم الله تعالى ويؤيد ذلك اقترانه بأبى لهب . وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « فرعون هذه الأمة أبو جهل » أخرجه الديلمى فى مسند الفردوس وذكره المناوى فى كنوز الحقائق : وأما فرعون موسى فإنه آمن [1] عند غرقه

(١) رضى الله عنه المصنف يدخل فرعون الجنة وهو الذى نازع الله تعالى ألوهيته وادعاها كذبا وزورا ويتلمس لنجاته خيوط العنكبوت — ويدخل عم النبى صلى الله عليه وسلم فى النار على الرغم من صادق جهاده وحسن بلائه فى الذب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ورد الكيد عنه ولا يسعه فى أبى طالب ما وسعه فى فرعون فيرى علة واحدة من العلل الكثيرة المردودة التى تزعم كفر أبى طالب ولله الأمر .

فى البحر بنص القرآن قال تعالى : (حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ) الآية . والأصل قبول الإيمان فمن نفى قبول الإيمان يحتاج إلى دليل ، وكونه إيمان يائس [1] غير ظاهر لأنه عاين نجاة بنى إسرائيل بعد دخولهم فى البحر فآمن رجاء أن يلحق بهم فهو إيمان طمع ورجاء فى الحياة لا إيمان يائس . وما ورد من أن جبريل عليه السلام كان يأخذ من طين البحر و يضع فى فم فرعون مخافة أن تدركه الرحمة لم يثبت [2] . كما استبعد صحته الفخر الرازى فى تفسيره ورده من وجوه ـ الحديث تفرد به الترمذى فى جامعه من رواية يوسف بن مهران عن ابن عباس رضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم قال : «لما أغرق الله فرعون قال : (آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ) فقال جبريل يا محمد فلو رأيتنى وأنا آخذ من ماء البحر فأدسه فى فيه مخافة أن تدركه الرحمة» هذا حديث حسن وعن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم

---

(١) إن لم يكن لليأس إيمان من انطبق عليه البحر الذى كان منفلقاً كل فرق كالطود العظيم فوجد نفسه فجأة فى حيص بيص مع جيشه وإن لم يكن هذا شيخ اليائسين فماذا يكون — والذى يرضى بتأويل قوله تعالى فى سورة هود (يقدم قومه يوم القيامة فأوردهم النار) الآية فيؤول ذلك بأنه يورد قومه ولكن ينجو بنفسه لأن الآية الأخرى فى سورة غافر (أدخلوا آل فرعون) ولم يقل فرعون — أليس كان يجب على من يسعه ذلك أن يسكت على الأقل عن أبى طالب — خصوصاً وآيات سورة القصص صريحة فى أن الهلاك واللعنة لفرعون وجنوده وإنهم يوم القيامة من المقبوحين أفينجو المقبوح اللهم اغفر لى وللمصنف .

(٢) هذا الذى ينفى المصنف ثبوته خرجه الحاكم فى المستدرك وقال صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وقال الذهبى فى تلخيص المستدرك هو على شرط (خ م) انظر ص ٥٧ الجزء الأول طبع الهند سنة ١٣٣٤ هـ

أنه ذكر أن جبريل جعل يدس فى فم فرعون الطين خشية أن يقول لا إله إلا الله فيرحمه الله أو خشية أن يرحمه » . هذا حديث غريب صحيح انتهى . ويمكن الجواب عنه أن دس الطين خشية أن يرحمه الله ونحوه لا يمنع من حصول الرحمة له بقبول الإيمان كما لا يخفى . ورحمته تعالى سبقت غضبه ومن المحال أن يقدر على منعها جبريل أو غيره ، ولنا تحقيق فى هذا استوفيناه فى كتاب « شرح فصوص الحكم » (١) .

ومنهم : (المجاهد الذى قتل نفسه) روى عن سهل بن سعد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم التقى هو والمشركون فاقتتلوا فلما مال رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عسكره ومال الآخرون إلى عسكرهم وفى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل لا يدع لهم شاذة ولا فاذة إلا اتبعها يضربها بسيفه فقالوا ما أجزأ منا اليوم أحد كما أجزأ فلان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : «أما إنه من أهل النار» وفى رواية فقالوا ! أينا من أهل الجنة إن كان هذا من أهل النار؟ فقال رجل من القوم أنا صاحبه أبداً . قال : فخرج معه كلما وقف وقف معه وإذا أسرع أسرع معه قال : فجرح الرجل جرحا شديداً فاستعجل الموت فوضع سيفه بالأرض وذبابه بين ثدييه ثم تحامل على سيفه فقتل نفسه فخرج الرجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : أشهد إنك رسول الله قال وماذاك ؟ قال : الرجل الذى ذكرت آنفاً أنه من أهل النار فأعظم الناس ذلك فقلت أنا لكم به فخرجت فى طلبه حتى جرح جرحا شديداً فاستعجل الموت فوضع نصل سيفه بالأرض وذبابه بين ثدييه ثم تحامل عليه فقتل نفسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

(١) فصوص الحكم (بالفاء) لسيدى محي الدين بن العربى المتوفى سنة ٦٣٨ شرحه النابلسى وسمى شرحه جواهر النصوص (بالنون) — وقد طبعا ،

« إن الرجل ليعمل عمل أهل الجنة حتى يبدو للناس وهو من أهل النار ، و إن الرجل ليعمل عمل أهل النار فيما يبدو للناس وهو من أهل الجنة » رواه البخارى ومسلم والشاذة بالشين المعجمة والفاذة بالفاء وتشديد الذال المعجمة فيهما هى التى انفردت عن الجماعة . وأصل ذلك فى المنفردة عن الغنم فنقل إلى كل من فارق الجماعة وانفرد عنها ذكره المنذرى فى الترغيب والترهيب وهذا ما تيسر جمعه فى المقطوع لهم بدخول النار من غير حصر فيهم .

(تنبيه) ورد أن أشياء من غير بنى آدم فى الدنيا من النار وفى النار . منها —

(عَير) بفتح العين المهملة مرادف الحمار جبل مشهور فى قبلى المدينة بقرب ذى الحليفة وقدمنا حديثه وهو قوله عليه الصلاة والسلام : « أحد يحبنا ونحبه على باب من أبواب الجنة . وهذا عَيْر يبغضنا ونبغضه وهو على باب من أبواب النار » رواه الطبرانى ، عن أبى عبس بن جبر (١) .

ومنها (البحر) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ! « البحر من جهنم » رواه أبو مسلم اللجى فى سننه ، والحاكم والبيهقى عن يعلى بن أمية .

ومنها : (الشمس والقمر) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الشمس والقمر ثوران عقيران فى النار إن شاء أخرجهما و إن شاء تركهما » رواه ابن مردويه عن أنس يعنى يكونان فى النار يوم القيامة على صورة الثور .

ومنها : (الذباب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الذباب كله فى النار

---

(١) فى الأصل عن ابن أبى عبس بن جبر والصواب عن مجمع الزوائد ج — ٤ — ص ١٣ طبعة القدسى وفى آخر الحديث قال (وفيه عبد المجيد بن أبى عبس لينه أبو حاتم وفيه من لم أعرفه) اهـ .

إلا النجل » رواه البزار ، وأبو يعلى ، والطبرانى ، عن ابن عمر بن الخطاب ، ورواه الطبرانى عن ابن عباس وعن ابن مسعود (١) .

ومنها : (الحمّى) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « الحمى من فيح جهنم فأبردوها بالمـاء » رواه أحمد والبخارى عن ابن عباس وأحمد والبخارى ومسلم والنسائى وابن ماجه عن رافع بن جريج ، والبخارى ومسلم وابن ماجه والترمذى عن أسماء بنت أبى بكر الصديق رضى الله عنهما . وفى رواية : « الحمى كير من جهنم فمـا أصاب المؤمن منها كان حظه من النار » . رواه أحمد عن أبى أمامة . وفى رواية : « كير من كير جهنم فنحوها عنكم بالمـاء البارد » رواه ابن ماجه عن أبى هريرة . وفى رواية : « الحمّى كير من جهنم وهى نصيب المؤمن من النار » رواه الطبرانى عن أبى ريحانة . وفى رواية : « الحمى حظ أمتى من جهنم » رواه الطبرانى فى الأوسط عن أنس . وفى رواية : «الحمّى حظ المؤمن من النار» رواه البزار عن عائشة رضى الله عنها .

ومنها : (فراش كسرى وقيصر) روى عن عائشة رضى الله عنها قالت : كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم سرير مرمل بالبردى عليه كساء أسود قد حشوناه بالبردى فدخل أبو بكر وعمر رضى الله عنهما عليـه فإذا النبى صـلى الله عليه وسـلم نائم عليه فلمـا رآهما استوى جالساً فنظرا فإذا أثر السرير فى جنب رسول الله صلى الله عليه وسلم . فقال أبو بكر وعمر رضى الله عنهما يا رسول الله :

---

(١) الذى فى مجمع الزوائد ــ رواه أبو يعلى عن أنس ــ وحديث آخر رواه الطبرانى فى الـكبير والأوسط والبزار عن ابن عباس ــ وحديث ثالث رواه الطبرانى عن ابن مسعود وليس فى الباب ذكر ابن عمر انظر ص ٣٩٠ من الجزء العاشر — قلت ربما كان ماذكره المصنف أعلاه فى مكان من مجمع الزوائد غيرماذكرته .

ما يؤذيك خشونة ما نراه من فراشك وسريرك وهذا قيصر وكسرى لى فراش من الحرير والديباج ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لا تقولا هذا فإن فراش كسرى . وقيصر فى النار ، وإن فراشى وسريرى هذا عاقبته إلى الجنة » . رواه ابن حبان فى صحيحه من رواية الماضى بن محمد .

وعن عائشة رضى الله عنها قالت : « دخلت علىّ امرأة من الأنصار فرأت فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم قطيفة مثنية فبعثت إلىّ بفراش حشوه الصوف فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم علىّ فقال : ما هـذا يا عائشة ؟ قلت قلت يا رسول الله : فلانة الأنصارية دخلت فرأت فراشك فذهبت فبعثت إلىّ بهذا . فقال لى : رديه يا عائشة . فوالله لو شئت لأجرى الله معى جبال الذهب والفضة » رواه البيهقى من رواية عباد بن عباد المهلبيين ، عن مُجالد بن سعيد . وقد وردت أشياء أخر أكثر من ذلك وفى هذا القدر كفاية . والله ولى التوفيق ، والهادى بفضله إلى أقوم طريق ، وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ،

قال شيخنا المصنف رحمه الله قد تم ما أردنا جمعه فى يوم الأحد المبارك
ثالث عشرين شهر صـفر الخـير الذى هو من شهور
سـنة ١٠٨٩ من الهجرة النبوية على صاحبها
أفضل الصلاة والسلام ، والله الموفق
للصواب ، آمين

طبع عن نسخة خطية محفوظة بدار الكتب المصرية تحت رقم ١٤١٠ حديث

الفاتحة إلى روح الإمام الكوثرى رضى الله عنه